۷۸۶
―――
۴۹۲

طیباتِ غوثی

کلامِ

مولانا غوثی شاہ

تبصرے

از صدق لکھنو۔ ۲۱ اپریل ۱۹۵۰ء م ۳ رجب ۱۳۶۹ھ

نور النور و کلمۂ طیبہ۔ از جناب غوثی شاہ صاحب چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

جناب غوثی شاہ صاحب اس وقت حیدرآباد کے مشہور مشائخین میں سے ہیں۔ انکے افادات سلوک اس سے قبل بھی شایع ہو چکے ہیں۔ رسالہ "نور النور" پر تبصرہ ۱۹۳۱ء میں صدق میں نکل ہی چکا ہے "کلمۂ طیبہ" میں کلمۂ طیبہ کے دونوں اجزا یعنی توحید و رسالت مفصل شرح نیم علمی، نیم مقالہ رنگ میں ہے اور مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت ایک خاص انداز میں بیان کی گئی ہے۔ رسالہ نور النور کا موضوع بھی اس سے ملتا ہوا ہے۔ جہاں تک قرآنِ حمید کی افضلیت اور دوسرے مذہبوں کی غلطیوں اور بعض وجودیوں کی تردید کا تعلق ہے، دونوں رسالے بہت خوب ہیں اور تمام تر ترجمانِ حق۔ بہرحال دونوں کتابیں مجموعی حیثیت سے اور اپنے بیشتر مقامات کے لحاظ سے استفادے کے قابل ہیں۔

از معارف۔ دسمبر ۱۹۳۱ء۔ اس رسالہ (نور النور) میں تصوف کے مختلف اہم مسائل کی نہایت خوبی سے تشریح کی گئی ہے جس سے فلسفہ اور تصوف کی آمیزش کے ساتھ حقایق و موجودات پر ایک اچھی روشنی پڑتی ہے۔ ہر قسم کے اہم سے اہم اور معمولی سے معمولی مسائل کو نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ اس قسم کے مضامین کا مذاق رکھتے ہوں انکے لئے اس کا مطالعہ دلچسپ ہوگا۔

از معارف۔ اپریل ۱۹۵۰ء "کلمۂ طیبہ"۔ اسلام کا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک تخم ہے جس میں شجرِ اسلام کے سارے برگ و بار پنہاں ہیں اور اس مختصر کلمہ میں اسلام کے تمام بنیادی ارکان اور تعلیم کا خلاصہ آگیا ہے اور شرک یا وجود غیر اللہ کی نفی، توحید کے اقرار اور رسالت محمدی کی تصدیق سے ان تینوں ارکان کی جامع و مانع اور کمالی شکلیں مراد ہیں۔ اس کتاب میں اسی نقطۂ نظر سے کلمۂ طیبہ کی تشریح اور اس کے مضمرات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ تشریحات نہایت جامع ہیں اور ان میں اسلام کے تمام بنیادی عقاید و اعمال کا خلاصہ آگیا ہے۔

ماہنامہ شاعر آگرہ بہ سرپرستی جناب سیماب اکبرآبادی۔ نور النور۔ "معلوم ہوتا ہے کہ کوئی واقفِ حال وجد و کیف کے عالم میں اسرار و رموز کے خزانے کھولتا جا رہا ہے"۔

۴۸۶
۴۹۲

اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ

طیّبات از بہر کہ للطّیّبین

الحمد للّٰہ والمنّۃ والنّعت لرسولہ الکریم سیّدنا محمّد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

کلامِ منظوم المسمّٰی بہ

طیّباتِ غوثی

۱۹۳۸ء

معہ اضافات

از ابو الایقان کنز العرفان مبلغ اسلام قدوۂ احسان پیر و مرشد مولٰنا الحاج حضرت غوث علی شاہ

المعروف بہ غوثی شاہ صاحب قبلہ قادری چشتی مدظلہٗ

مدوّنہ شاہ احمد ابن عربی صحوی خلف الصّدق حضرت مصنّف ممدوح

بحسنِ اہتمام جناب مولوی محمد عبدالقادر صاحب ایم۔ اے تفسیر (عثمانیہ) قادری چشتی

۱۳۵۷ھ م ۱۹۳۸ء بار اول تعداد (۱۰۰۰)

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

۱۳۷۱ھ م ۱۹۵۲ء بار دوم تعداد (۱۰۰۰)

۷۸۶ / ۹۲

نذر

جو اِسم میں ممدوحِ ربّ العالمین محمدؐ رسولُ اللہ صورت میں خاتم النبیّین سیرت میں وَاِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم حقیقت میں وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن ہیں۔ انھیں کے حضور میں انہیں کا عطیہ باطن نہایت عجز و انکسار سے پیش ہے۔

وصلِ اللہ علی نورِ کزو شد نورہا پیدا

فقیر غوثی

نحمدہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　ونصلی

حمدِ باری

الٰہی غیب وظاہر تو ہے جلوہ ہے عیاں تیرا
مکاں سے لامکاں تک ہے نشاں اے بے نشاں تیرا

ہر اک ذرہ کا تو خالق ہر اک ذرّہ کا تو مالک
زمین و آسماں تیرے یہ سب کون ومکاں تیرا

ترا انکار بن آیا نہیں کچھ دہریئے سے بھی
کہ تو ہی دہر ہے یہ دہر کیا ہے اک نشاں تیرا

اگرچہ عقل سے وہم وگماں سے تو ہے بالاتر
مگر وہم وگماں میں بھی یقیں ہے بے گماں تیرا

کسی کو کیا پتہ تیرا نہ دے خود علم تو جب تک
جو اپنی ذات کا جاہل ہو کیا ہو رازداں تیرا

نظر آتا نہیں گرچہ، تو ہر اک کی نگاہوں میں
تجسّس ہے مگر ہر ایک کے دل میں نہاں تیرا

تجھی سے تجھ کو پا سکتے ہیں تیرے فضل سے بیشک
نہیں تو عقل سے مشکل ہے پانا جانِ جاں تیرا

تجھی سے ہی تجھے سب مانتے، انکار کرتے ہیں
کہاں معلوم یہ مخلوق کو سرِّ نہاں تیرا

تری ہستی کا پرتو ہے جہاں میں جزو سے کل تک
ہماری آنکھ میں آئینہ خانہ ہے جہاں تیرا

تری تعریف کوئی کر سکے، جب خود کوئی کچھ ہو
دل و جان و بدن تیرے، دہن تیرا، بیاں تیرا

ثنا، الحمد للہ، احدیت، جب قل ہو اللہ ہے
تو غوثی میں ہے کیا، جلوہ عیاں تیرا، نہاں تیرا

غ

بیانِ نعتِ احمدؐ سے معطّر ہے دہن میرا
خدا منہ چوم لیتا ہے وہ شیریں ہے سخن میرا

تمھارے ہجر میں یہ حال ہے شاہِ زمن میرا
کہ رو دیتے ہیں نقشہ دیکھ کر سب مرد و زن میرا

مجھے مستی جو رہتی ہے تو مولیٰ ہی کی رہتی ہے
بڑا ہشیار ہوں مشہور ہے مستانہ پن میرا

مرا ہوں میں بڑا ارماں بھرا عشق محمدؐ میں
بڑے ارماں کا حسرت نے سیا ہے اب کفن میرا

ٹھکانا دو جہاں میں ہے کہاں آوارہ گردوں کا
عدم کہتے ہیں جس کو ایک ہے وہ بس وطن میرا

نگاہِ لطف پر سرکار کی جیتا ہوں میں ورنہ
نہیں مجھ سا برا کوئی بُرا ہے وہ چلن میرا

بسائے ہیں جو میں نے داغِ عشقِ مصطفےٰ دل میں
جسے کہتے ہیں رشکِ خلد ہاں یہ ہے چمن میرا

میں بے پروا ہوں عشقِ احمدِ مرسل کے صدقے سے
بگاڑے گا بھلا کیا درد و غم رنج و محن میرا

ذرا سی جو جھلک سرکار کے جلوے کی دیکھی ہے
تو کیا کیا تکتے ہیں منہ آج شیخ و برہمن میرا

کلام اللہ کا قرآں ہے نور اللہ کا احمدؐ
یہی نغمہ دو عالم میں ہے بس سرِّ علن میرا

جو تنکے چن رہا ہوں میں درِ عالی کے آنکھوں سے
جنوں بھی دنگ ہے یہ دیکھ کر دیوانہ پن میرا

یہ مانا آپ پر ظاہر ہے سب کچھ جو گذرتی ہے
ذرا مجھ سے بھی سن لو حال حضرت من و عن میرا

گریباں چاک ہے کیا کیا نہ کچھ دامانِ وحشت کا
نبیؐ کے عشق میں جو دھجیاں ہے پیرہن میرا

گراں پلہ دو عالم میں ہوں گو عاصی ہوں میں غوثیؔ
یہ رتبہ ہے طفیلِ چار یار و پنجتن میرا

ع

غُل ہوا دیکھ کے محشر میں تڑپنا میرا
عشقِ احمدؐ میں ہوا حال تماشا میرا

اک جھلک دیکھی ہے سرکار کے جو جلوے کی
آج موسیٰ کہیں منہ تکتے ہیں کیا کیا میرا

نوکِ مژگانِ محمدؐ کا خیال آیا ہے
آج یہ چھلنی ہوا جاتا ہے کلیجا میرا

ہوں وہ پُر درد کہ ہے درد کو بھی دردِ مرا
آہ رونے پہ مرے روتا ہے رونا میرا

جان تو پہلے نکلتے ہی گئی پیشِ حضورؐ
پہنچا طیبہ نہ رہا قبر میں لاشا میرا

حسرتِ دیدِ نبیؐ میں جو مرا ہوں غوثیؔ
صدقے ہوتی ہے قضا دیکھ کے لاشا میرا

غ

ازل سے ہوں میں عاشق جس کے گھونگر والے بالوں کا
وہ دل ہے، جان ہے جاناں ہے، سب اللہ والوں کا

بنانا اُن کو جو بگڑے ہوئے ہیں ایک مدت کے
یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے رسول اللہ کے چالوں کا

حقیقت ساری کھل جائے گی محشر میں بتا دیں گے
مزہ آجائے گا اِن کے جوابوں کا سوالوں کا

خدا کا جلوہ عصیاں کی سیاہی دل میں یوں گویا
سیہ پردہ ہے بیت اللہ میں میرے اِنفعالوں کا

نہیں کرتے، نہیں کرتے، مسیحا بھی مسیحائی
سنا ہے عشقِ احمدؐ میں جو عالم میرے نالوں کا

محمدؐ کا ہے نظارہ، مرے دل اور آنکھوں میں
مزہ لیتا ہوں، فرقت میں تصوّر سے وصالوں کا

سنائیں گے غزل یہ نعتیہ محشر میں ہم غوثیؔ
نبیؐ کے سامنے مجمع ہو جس دم عشق والوں کا

غ

کھلا اب مَنْ رَاٰنِیْ سے مُعمّا لَنْ ترانی کا
محمد مصطفےٰ تم راز ہو گنجِ نہانی کا

خدائی میری نظروں میں یہ ساری مصطفائی ہے
خلاصہ ہے یہ میری ایک بینی ایک دانی کا

عجب کچھ بے نشاں ہے وہ کہ ہے ہر اک نشاں اس کا
پتہ دیتا ہے پتہ پتہ اُس کی بے نشانی کا

خدا ہے رتبہ داں ان کا خدا ہے مدح خواں ان کا
دو عالم کو کہاں مُنہ ہے نبیؐ کی مدح خوانی کا

محمدؐ کے قدوم پاک پر جانِ حزیں نکلے
نتیجہ کم سے کم نکلے یہ میری جاں فشانی کا

نبیؐ کے حب میں رونے سے عمل نامے دُھلے غوثیؔ
بحمد اللہ کیا اشکوں نے میرے کام پانی کا

غ

پہلو میں میرے دل ہے احمدؐ پہ مرنے والا
اور دم مرا یہ دم ہے احمد کا بھرنے والا

مضطر کو چین آئے، بے کل قرار پائے
دیکھے جو زلف اُن کی کوئی بکھرنے والا

احمد کا عشق چھوڑ دل کافر نہیں ہوں ناصح
تُرشی سے یہ نہیں ہے نشّہ اُترنے والا

آتی تھیں یہ صدائیں وقتِ ولادتِ شہ
اب نخلِ کفر کی ہے، یہہ جڑ کترنے والا

پھر وارِ تیغِ فرقت، دل پر لگا ہے کاری
اب زخمِ دل ہے شاید کوئی اُبھرنے والا

اسریٰ کی شب یہ دیتے جبرئیل تھے صدائیں
سردارِ دو جہاں ہے اِس دم سنورنے والا

سارے جہاں کا سچّا ہے قول کا یہ پکّا
جاناں نہیں یہ اپنا ہرگز مکرنے والا

اب یا نبیؐ دکھا دو روئے مبارک اپنا
ہوں عشق میں تمہارے جاں سے گزرنے والا

جو دیکھ لوں میں جلوہ مولا کے صدقے ہو کر
غوثی میں جان اپنی ہوں نذر کرنے والا۔

غ

محمدؐ ادھر بھی ذرا دیکھنا ہمیں بھی او نورِ خدا دیکھنا
ہمارے دل و جاں کہ جانِ جہاں بتا دو تم ہی تم کو کیا دیکھنا
مسیحا مسیحا کے جانوں کی جاں یہ کشتوں کو اپنے ذرا دیکھنا
نکلتا ہے دم حسرتِ دید میں ہمیں اب او دل کی دوا دیکھنا
تمہیں دیکھنے کو ترستے ہیں ہم ہے مضطر دلِ مبتلا دیکھنا
کلامِ خدا ہے کلام آپ کا ہے دیدِ خدا آپ کا دیکھنا
نگاہِ کرم سے ہمیں دیکھ کر ہمارا یہ پھر دیکھنا دیکھنا
دل و دیں تمہارے حوالے ہیں سب بروں کو کرم سے بھلا دیکھنا
خدا کے سوا اور تمہارے سوا کسے دیکھنا اور کیا دیکھنا
سکونِ جگر ہے سرورِ نظر جمالِ محمد ذرا دیکھنا
ہے بلبل کا جینا گلوں سے اگر مری زندگی آپ کا دیکھنا

سگِ در ہے غوثیؔ حضور آپ کا
اسے پیار سے دیکھنا دیکھنا

غ

پردۂ وحدت میں محبوبِ خدا تو ہی تو تھا
لامکاں میں یا شہِ ہر دو سرا تو ہی تو تھا

گنجِ مخفی میں، اور نورِ کبریا، تو ہی تو تھا
باعثِ ایجادِ عالم مصطفےٰ تو ہی تو تھا

رہنمائی گمرہوں کی کرتے اُن کی کیا مجال
خضر میرے، خضرؑ کا بھی رہنما تو ہی تو تھا

غش تھے موسیٰؑ دیکھ کر جس کی تجلّی کی جھلک
ہم نے جانا طُور پر جلوہ نُما تو ہی تو تھا

کوہِ جودی پر لگی جا کر جو کشتی نوحؑ کی
او خدا کے نورؐ اس کا ناخدا تو ہی تو تھا

دیکھ کر خود کو جو بول اٹھا وہ اِنّی خالِقٌ
ہاں مرے مولا خدا کا آئینہ تو ہی تو تھا

جامِ وحدت سے کیا غوثی کو بس مستِ الست
ساقیٔ کوثر! وہاں جرعہ دیا تو ہی تو تھا

غ

جہان سب ہم نے چھان مارا حسین یکتا تمھیں کو دیکھا
مثال پائی ہر اک حسیں کی حضورؐ تم سا تمھیں کو دیکھا
کہیں جھلک سی تمھاری دیکھی کہیں سراپا تمھیں کو دیکھا
جدھر نظر کی قسم تمھاری، تو میں نے ہر جا تمھیں کو دیکھا

جو ناز سے تن کے اس نے پوچھا، کہ تم نے دیکھا ہے ہم سے اچھا
تو بول اٹھا تن کے ہر بنِ مو، کہ تم سے اچھا تمھیں کو دیکھا

کہیں یہ محبوب تم کو پایا، کہیں یہ بے پردہ تم کو دیکھا
نظر تھی معنے میں کبھی تمھیں پر، ہوئے جو پیدا تمھیں کو دیکھا

ہزار منت یہ جانِ عالم، نقاب الٹی تو رخ سے ایسی
نگاہ لڑتے ہی چھپ گئے پھر حیا کا پتلا تمھیں کو دیکھا

کسی کے دل کے ہو مدعا تم کسی کے مقصد کسی کے ارماں
سما رہے ہو ہر اک کے دل میں یہ سب کا جملہ تمھیں کو دیکھا

تمھارا ہے نام سب کے لب پر کھٹک تمھاری ہے سب کے دل میں
جہاں کے پیارے تمھیں ہو پیارے جہاں کا پیارا تمھیں کو دیکھا

اگر قیامت میں بھی وہ پوچھیں کہ میرا ہمسر کسی نے دیکھا
تو سب سے پہلے یہ بول اٹھوں گا، تمھیں کو دیکھا تمھیں کو دیکھا

ہزاروں غم کی بلائیں غوثیؔ، جو میں نے جھیلیں تو یوں وہ بولے
وفا میں ہم نے جو آزمایا، وفا میں پورا تمھیں کو دیکھا

ع

جو روئے احمد کے میم کا یہ اٹھا کے میں نے حجاب دیکھا
نظر نہ آیا سوا احد کے، تماشہ کچھ بے نقاب دیکھا

تمہارے قدموں پہ یا محمدؐ ہمارے تن سے یہ جان نکلے
یہی تمنا ہے دل جلوں کی، اسی میں دل کو خراب دیکھا

تمہاری فرقت میں یا محمدؐ ہیں جان و دل بیقرار میرے
خبر مسیحا مریض کی لو، کہ اُس کو سینہ کباب دیکھا

نقاب رُخ پر سے پھر اٹھا دو جمالِ قدس ذرا دکھا دو
تڑپ رہا ہے یہ نیم بسمل، ہے جب سے رُوئے جناب دیکھا

نہیں ہے اب طاقتِ جدائی بڑھی ہی جاتی ہے بیقراری
خبر لو غوثیؔ کی یا محمد کہ حال اس کا خراب دیکھا

ط/ح
105/070
6011369

ع

محمدؐ پہ دل کیا مرا آ گیا — مجھے زندگی کا مزا آ گیا
محمدؐ کی جلوہ نمائی ہوئی — خدائی میں نورِ خدا آ گیا
جو تھا نُور پوشیدہ جانِ جہاں — وہی شکل احمد لیا آ گیا
بنے نور سے جس کے دونوں جہاں — وہ نورِ خدا مصطفےٰؐ آ گیا
محمد محمد کہا رات بھر — تڑپنے کا دل کو مزا آ گیا
یہ تھی سیرِ معراجِ محبوبِ حق — سرِ عرش دم میں گیا آ گیا
ہماری نظر میں تو کچھ اور ہے — وہ عالم کا مشکل کشا آ گیا
جہاں منتظر جس کی آمد کا تھا — وہ محبوبِ حق آ گیا آ گیا

کلیجے میں آنکھوں میں رکھ لو اسے
کہ اللہ کا لاڈلا آگیا
خدائی تصدق میں جس کے بنی
وہ مولا شہِ دوسرا آگیا
بتا کر قیامت میں غوثیؔ کہوں
مجھے جس نے مارا یہ کیا آگیا

ع

وہ سجا احمدِ مختار تھا معراج کی شب
پر ضیا، کوچہ و بازار تھا معراج کی شب
گلشنِ دہر میں آئی تھی بہارِ تازہ
گل ہر اک غیرتِ گلزار تھا معراج کی شب
ایک آئینہ تھا اک شخص تھا، دونوں اک تھے
کچھ وہ مضمونِ پراسرار تھا معراج کی شب
ماہ بھی چہرۂ انور کی جھلک سے تھا خجل
نورِ احمدؐ وہ ضیا بار تھا معراج کی شب
دہنِ نقطۂ موہوم میں احمدؐ کے خفی
خوب احد شاہدِ دیدار تھا معراج کی شب
صدقے جبریل تو اللہ تھا غوثیؔ شیدا
وہ سجا احمدِ مختار تھا معراج کی شب

ع

آج زوروں پہ ہے یہ دردِ جگر کیا باعث
لی نہ سرکارِ دو عالم نے خبر کیا باعث
درد و غم میں یہ ہوئی رات بسر کیا باعث
خواب میں آئے نہ سرکار نظر کیا باعث

آگئی جانے کہیں جوشِ جنوں کو بھی قضا
نہ ہوا دشتِ مدینہ میں گذر کیا باعث

کھل گئی ہے رگِ دل نشترِ غم سے شاید
آج خوں روتے ہیں یہ دیدۂ تر کیا باعث

یادِ زلف و رُخِ انور نے کیا ہے بے کل
جی بہلتا ہی نہیں شام و سحر کیا باعث

اُن کی انگلی کی ادا چاند کے دل سے پوچھو
اک اشارے میں ہوا شقِّ قمر کیا باعث

چُبھ گئی ہے کہیں سرکار کے مژگاں کی انی
کل نہیں دل کو مرے آٹھوں پہر کیا باعث

ہم کو اللہ و محمدؐ پہ ہے تکیہ واعظ
ورنہ کیوں رہتے یہ دوزخ سے نڈر کیا باعث

پھر کہیں ہجرِ محمدؐ میں کیا ہے نالے
دلِ غوثیؔ سے نکلتے ہیں شرر کیا باعث

ع

وہ زار ہوں میں الفتِ شاہِ زمن میں آج
گویا کہ جان ہی نہیں باقی بدن میں آج

جوشِ جنوں میں ہم نے اُڑائیں وہ دھجیاں
ثابت نہیں ہے تار بھی اک پیرہن میں آج

نکلا ہے دم جو عشقِ محمدؐ میں شوق سے
خوشبو مہک رہی ہے ہمارے کفن میں آج

پھر دیکھئے تو دیتے ہیں جاں تم کو کتنے نذر
تشریف لائیے تو ذرا انجمن میں آج

جلوہ پر اُن کے گر پڑے سجدہ میں سارے بُت
کیا ہو گیا یہ بُت کدۂ برہمن میں آج

اس سادگی پہ آپ کی ہے لوٹ دو جہاں
کیا جانے کیا ہو، بن کے جو نکلو پھبن میں آج

دیکھا ہے خواب میں جو جمالِ حبیبِ حق
پھولوں نہیں سماتا ہوں میں پیرہن میں آج

حُبِّ نبیؐ کی مے سے بڑھی مستیٔ الست
ملتا ہے تازہ لطف شرابِ کُہن میں آج

سرکار نے بلایا ہے طیبہ غلام کو
دم بھر بھی اب نہ ٹھہرینگے غوثیؔ وطن میں آج

سیرِ کعبہ

کعبے میں بھی ہے گرمیٔ بازارِ محمدؐ — اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ
ہم اور سمجھتے تھے یہاں اور ہی کچھ ہے — کچھ پردۂ کعبہ میں ہیں اسرارِ محمدؐ
سرکار کے پھیرو نکے کیا کرتے ہیں پھیرے — ہے مدِّ نظر اپنے وہ رفتارِ محمدؐ
سرکار کے چومے ہوئے کو چومتے ہیں ہم — ہے پیشِ نظر وہ لب و رخسارِ محمدؐ
یاد آتی ہے ہر طوف کے ہر پھیر میں ہم کو — رفتارِ محمدؐ کبھی گفتارِ محمدؐ
کعبہ کی سیہ پوشی یہ بے وجہ نہیں ہے — ہے پرتوِ گیسوئے طرحدارِ محمدؐ
ہر چیز میں ہر شکل سے جلوہ ہے نمایاں — ہے آنکھوں پہ ر آنکھوں میں دیدارِ محمدؐ
کونین لگائی ہوئی دوکانِ نبیؐ ہے — اللہ خریدار ہے بازارِ محمدؐ
کھولو نہ اِسے رازِ جہاں اسمیں بندھا ہے — یہ بولتی ہے زلفِ گرہ دارِ محمدؐ
ہم نور ہیں ہم نور ہیں ہم نور ہیں ہم نور — ہر رگ میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ محمدؐ

کیا اس کے سوا اور مجھے عزّ و شرف ہو
غوثیؔ ہوں میں اک بندۂ سرکارِ محمدؐ

غ

دل میں ہے خیالِ رُخِ زیبائے محمدؐ — ہے پیشِ نظر حسنِ تجلّائے محمدؐ
جنت سے غرض مجھ کو نہ دوزخ کی ہے پروا — شیدائے محمدؐ ہوں میں شیدائے محمدؐ

پوچھے جو خدا حشر میں کیا چاہیے تجھ کو کہہ دوں گا کہ دیدِ رخ والائے محمدؐ

کب تک یہ جدائی میں رہے دل مرا بیتاب کب تک دلِ مضطر سے صدا ہائے محمدؐ

سر جائے محبت میں تو جانے دو نہیں غم سر سے نہ جدا ہو مرے سودائے محمدؐ

اب دل یہ سنبھالے سے سنبھلتا نہیں یا رب مضطر ہوں دکھا دے رخِ زیبائے محمدؐ

غوثی مجھے پروا نہیں کچھ دونوں جہاں کی

زوروں پہ ہے وہ مستیٔ صہبائے محمدؐ

غ

لائیں گے کچھ اب رنگ درِ پاک پہ جا کر

اب کھیلیں گے کچھ کھیل ہم اپنے کو مٹا کر

ہو جائیں گے سرکار کے قدموں پہ تصدق

کر دیں گے فدا جان یہ سرکار پہ جا کر

سر برہنہ، پا برہنہ، اور چاک گریباں

جاتے ہیں مدینے کو یہ ہم حال اٹھا کر

مولا نے کرم کر کے دکھائے قدم اپنے

ہم بگڑی ہوئی آتے ہیں آج اپنی بنا کر

گرتا ہی تھا غش کھا کے میں سرکار کے آگے

جبریلؑ نے تھاما وہیں ہاتھ اپنے بڑھا کر

سمجھوں گا میں کل آگے خدا کے تجھے واعظ
اچھا تو کہاں جاتا ہے دِل میرا دُکھا کر

اُٹھ سکتا نہیں جا سے، مرا ضعف نہ پوچھو
دِل بیٹھا ہے کچھ ایسا مرا صدمے اُٹھا کر

جاں کہتی ہے حاضر ہوں، جگر کہتا ہے خوش ہوں
دِل کہتا ہے بس الفتِ احمد میں مرا کر

بڑھ جا کہیں تا غم سے رہوں ہجر میں مدہوش
اے درد تو ہی درد کی کچھ میرے دوا کر

پوچھے جو خدا خلد میں، تو ساتھ ہے کس کے
بتلاؤں گا حضرتؐ کو وہیں ہاتھ اُٹھا کر

جنت میں نہ جاؤں جو نہ یہ حکمِ خدا ہو
لاؤ کوئی روٹھے ہوئے غوثیؔ کو منا کر

ع

نور ہے چاروں طرف صلِّ علیٰ آج کے روز
ہوئے پیدا وہ بشر ہر دو سرا آج کے روز

گنجِ مخفی سے نکل آیا وہ لعلِ روشن
نور سے بھر گئے سب ارض و سما آج کے روز

صدقے ہوتا ہے کوئی، کوئی ہے قدموں پہ نثار
دل و جاں کرتے ہیں عشاق فدا آج کے روز

رقص کرتے ہیں یہ خوش ہو ہو کے سب وحش و طیور
سب کے منہ پر ہے مبارک کی صدا آج کے روز

کنگرے گر پڑے کسریٰ کے محل کے چودہ
سر بتوں نے بھی ہے سجدہ میں رکھا آج کے روز

مثل مردہ کے رہا وہ تن بے جاں کی طرح
نہ دیا جس نے کہ سر اپنا جھکا آج کے روز

گونج اٹھی نام محمدؐ کی دو عالم میں صدا
بھاگ کر ہے کہیں شیطان چھپا آج کے روز

لگ گئی آج وہ دمامۂ توحید پہ چوٹ
شانِ حق، کفر زمانے کا مٹا آج کے روز

جو تھا باطن میں وہی آج ہوا تو ظاہر
راز اوّل کا یہ آخر ہے کھلا آج کے روز

جلوہ افروز ہوئے ہیں جو خدا کے محبوب
باغِ دنیا ہے بہت پھولا پھلا آج کے روز

دھوم دو جگ میں ہے یہ آمدِ شہ کی غوثیؔ
عید ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ آج کے روز

ع

نذر لیجاؤں میں کیا احمدِ مختار کے پاس
نہیں جز درد کوئی اور دلِ بیمار کے پاس

ملک الموت! یہاں جز تنِ خاکی کیا ہے
دل بھی ہے، جاں بھی، جگر بھی مرے سرکار کے پاس

شاہ ہیں، شہ کی غلامی کے تصدق سے ہم
بھول کر بھی نہیں جاتے کسی زردار کے پاس

جنسِ عصیاں کو کیا نقدِ شفاعت نے قبول
ہوئی کھوٹی بھی کھری میرے خریدار کے پاس

نیک بتلاتا ہے ظاہر میں زمانہ مجھ کو
مجھ سا پُرعیب نہیں ہے مرے ستّار کے پاس

منہ دکھاتے ہوئے شرماتا ہوں رحم اے مولا
اس توقع کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

ہوں غلامِ نبیؐ، شاہنشہ سے بڑھکر غوثیؔ
سب شہنشاہ گدا ہیں مرے سرکار کے پاس

غ

ہجرِ احمدؐ میں فقط آنسو بہانے سے غرض ۔۔۔ کام کیا دنیا سے ہم کو کیا زمانے سے غرض

دل سے اور جان سے جگر سے مال سے اولاد سے ۔۔۔ ہم کو مولا پر فقط قربان جانے سے غرض

قیس کے فرہاد کے وامق کے کیا قصے سے کام ۔۔۔ اپنے قصہ سے ہمیں اپنے فسانے سے غرض

یا صبا لیجائے مجھ کو یا مجھے لگ جائیں پر ۔۔۔ کوئی صورت ہو مجھے طیبہ کو جانے سے غرض

دیتے ہیں منہ مانگے ہم کو اپنے مولا ہیں سخی ۔۔۔ کیا کسی کے ہم کو دینے اور دلانے سے غرض

جز درِ والا نہیں منظور کچھ مولا ہمیں ۔۔۔ کوچہ گردِ عشق کو ہے بس ٹھکانے سے غرض

دردِ عشقِ احمدِ مرسلؐ بھی جاتا ہے کہیں ۔۔۔ کام عیسیٰ سے مسیحا کو منانے سے غرض

ہم کو کیا غوثیؔ شہِ عثماں جو دنیا بھر کو دے
اپنے شہ کے آگے ہم کو ہاتھ اٹھانے سے غرض

غ

اب حُبِّ محمدؐ کا سودا ہے خدا حافظ ۔۔۔ یہ جوشِ جنوں مجھ کو اچھا ہے خدا حافظ

مژگانِ محمدؐ کا ہے دل میں خیال آیا ۔۔۔ اب درد کلیجے میں ہوتا ہے خدا حافظ

بیکل ہے تڑپتا ہے فرقت میں محمدؐ کی ۔۔۔ کچھ اور مرے دل کا نقشہ ہے خدا حافظ

ہے جوشِ محبت کا اور زور ہے وحشت کا ۔۔۔ اب میں ہوں مدینہ کا صحرا ہے خدا حافظ

جان و جگر و دل سب فرقت میں تڑپتے ہیں ۔۔۔ بیتابی میں اب مشکل جینا ہے خدا حافظ

ملنا کہ نہ ملنا ہے فرقت ہی میں مرنا ہے ۔۔۔ جانے مری قسمت میں کیا کیا ہے خدا حافظ

اب جینا بھی مشکل ہے ہمدم جو تھا وہ گم ہے
پہلو میں بجائے دل پھوڑا ہے خدا حافظ

پتھرا گئی ہیں آنکھیں رخصت کی ہے تیاری
دم ہونٹوں پہ اب میرے آیا ہے خدا حافظ

آرام نہیں دم بھر اک لحظہ نہیں ہے کل
اب دردِ جگر بے ڈھب اٹھا ہے خدا حافظ

سرکار کے قدموں پر دم اپنا نکل جائے
ارماں یہ مبارک ہو اچھا ہے خدا حافظ

الفت میں محمدؐ کی لاکھوں ہی سہیں گے غم
غوثی ہیں فدائی ہم اپنا ہے خدا حافظ

غ

ہوگی مری حالت پر یوں ہی نہ نظر کب تک
سرکار یہ فرمائیں یہ دردِ جگر کب تک

مر جاؤں میں کیا یوں ہی حسرت میں تمنا میں
طیبہ میں مرا یارب ہوگا نہ گذر کب تک

فریاد مرے دل کی سن لیں گے کبھی مولا
ہوگا مرے نالوں میں آخر نہ اثر کب تک

دل اور جگر دونوں پہلو میں ہیں یہ زخمی
خوں روئیں گے فرقت میں یہ دیدۂ تر کب تک

تشریف نہ لائیں گے دل میں مرے کیا آقا
آباد نہ ہوگا یہ آخر مرا گھر کب تک

پہونچوں گا کبھی تو میں طیبہ میں بصد ارماں
ہوگا مرے مولا کے قدموں پہ نہ سر کب تک

اب جلد کرم کیجے غوثی کو بلا لیجے
سرکار جدائی میں ہو یونہی بسر کب تک

سلام

دلِ حزیں کا ذرا تو شہا سلام علیک
ہماری جان ہے تم پہ فدا سلام علیک

خدا کے پیارے شہ دوسرا سلام علیک
ہمارا لیجئے صبح و مسا سلام علیک

او دو جہاں کی رحمت اِدھر بھی نظرِ کرم
گناہ گاروں کا کچھ ہو بھلا سلام علیک

چلے جو عرش پہ حضرت تو حوریں کہتی تھیں
خدا کا پیارا ہے دولھا بنا سلام علیک

قریب پردۂ عظمت کے پہونچے جب حضرت
تو کہہ کے آگیا باہر خدا سلام علیک

بنا کے آپ کو خود خود یہ ہوگیا مفتوں
زبانِ حق پہ ہے صلِّ علیٰ سلام علیک

بلا تو جلد کہ ہو بے قرار کو تسکیں
خبر لو غوثی کی مولا ذرا سلام علیک

سلام

حضور سرورِ کون و مکاں سلام علیک
خدا کے نور او جانِ جہاں سلام علیک

نبی تھے آپ ابھی آب و گل میں تھے آدم
او اصل کل دہ شہ مرسلاں سلام علیک

غلام دور سے آئے ہیں دیکھنا شاہا
خبر غریبوں کی لینا میاں سلام علیک

وجودِ پاک سے آئے نمود میں سارے — تمہارے دم سے ہی روشن جہاں سلامُ علیک
حضورؐ آپ ہمیں دیکھتے ہیں صدقے ہم — ذرا ہمیں نظر آنا میاں سلامُ علیک
دکھاؤ چہرۂ انور کو رحمتِ عالم — کہ مضطرب ہے دلِ عاصیاں سلامُ علیک
ہمارا دین ہے دیتے ہو تم جوابِ سلام — ذرا ہمیں بھی سنا دو میاں سلامُ علیک
خدا نے کر کے نبوت کو ختم تجھ پہ کہا — تو ہی بتا کہ ہے تجھ سا کہاں سلامُ علیک
حبیبِ حق بھی ہو محبوبِ حق بھی شانِ خدا — جہاں کی جان ہو تم جانِ جاں سلامُ علیک

بُلایا غوثی کو پاس اپنے سرفرازی کی
غلام پایا یہ رتبہ کہاں سلامُ علیک

عرضِ حال

سُن عرض اے بادِ صبا تجھ کو محمدؐ کی قسم — پہونچا سلامِ بیکساں سوئے شہنشاہِ امم
کہہ دل بڑا مشتاق ہے دم بھر جدائی شاق ہے — لیکن بہت مجبور ہوں آلودۂ رنج و الم
جینے کی خواہش ہے کسے بے آپ کے کیا زندگی — جینے کو یوں جیتا تو ہوں بھرتا ہوں بس آپ ہی کا دم
اب تابِ فرقت کی کہاں ہیں جان و دل بے چین یاں — جانے کو ہے روحِ رواں پہنچو شہنشاہِ امم
مولا کو میں کیا ندا دوں اب یا الٰہی کیا کروں — پہلو میں دل کی جائے ہے اب تو مجسم ہو کے غم
سرکار کو دیکھا کروں ہر دم فدا ہوتا رہوں — جی جان سے جیتا رہوں نکلے اسی حالت میں دم
جینے کی کیا تدبیر ہو یاں منتیں ہیں موت کی — مرنے کو مانی منتیں مولا پہ اب دیتے ہیں دم

دل تیرِ غم سے چھد گیا چھلنی کلیجہ ہو گیا
زخمی جگر سب ہو گیا ہے جان پر تیغِ الم

حالت ہماری دیکھئے تشریف حضرت لائیے
ہوتے ہیں کیا کیا کیا کہیں ہم پہ نئے ہر دم ستم

او سبز گنبد کے مکیں او بادشاہِ مرسلیں
اور رحمۃ للعالمین اب بیکسوں پر ہو کرم

اے شان تیری مرحبا پڑھتا ہے حق صلِّ علیٰ
چاروں طرف سے ہے صدا روحی فداہ قربان ہم

فریاد آہو نے ہی کی کی ہے شکایت اونٹ نے
صدقِ رسالت پر ترے حیوانوں نے کھائی قسم

موسیٰ نے اَرِنِی پر سنی واں لن ترانی کی صدا
یاں مَن رَآنِی پر بلا اللہ لیے فیضِ اتم

چادر مبارک کی ادا صد مرحبا صد مرحبا
یَا اَیُّھَا المُدَّثِّر کہتا ہے ربِ ذو الکرم

تو باعثِ دنیا و دیں تو ہی ہے ختم المرسلیں
تیری حیاتِ جاوداں کی حق نے کھائی ہے قسم

بیشک تو ظلِ بیچوں کا ہے تو نورِ حق بے مثل ہے
کیا مثل تیرا ہو سکے سایہ کو ہے حکمِ عدم

ہو نیکی امت میں تری رکھتے تھے خواہش انبیا
ہے نام امت کا تری اس واسطے خیر الامم

چاہے جسے جو چاہے دے اللہ نے قدرت دی تجھے
کون و مکاں مولا کے ہیں سب تیرے زیرِ قلم

تو خاصِ حق کا نور ہے تجھ سے جہاں معمور ہے
گر تو نہ ہوتا کچھ نہ تھا تھے دو جہاں شکلِ عدم

سب اونچے اونچے ہیکلیاں لائے جہاں میں گو نشاں
ہاں سب سے اونچا تم میاں لائے ہو وحدت کا علم

تو قابِ قوسین کا برزخ ہے تو بحرین کا
مالک ہے تو کونین کا تو ہی تو ہے نورِ قدم

بدر الدجیٰ مولا ہے تو شمس الضحیٰ شاہا ہے تو
اللہ کا پیارا ہے تو تو ہی ہے مصباحِ اظلم

وحدت میں کثرت دیکھ لی کثرت میں وحدت دیکھ لی
تجھ سے ہی تو ظاہر ہوئے عالم میں اسرارِ قدم

قطرہ میں دریا کا سماں دریا میں قطرہ کی چھپن
تیرے سبب نازل ہوئے سینوں میں آیاتِ حکم

تم جس گھڑی پیدا ہوئے شاہوں کے تخت اوندھے ہوئے
سب بسجدہ گر پڑے کعبے میں تھے جتنے صنم

ٹوٹی کمر شیطان کی ایوانِ کسریٰ ہل گیا
اور شکر کا سجدہ کیا اللہ کو بیت الحرم

مونس غریبوں کا ہے تو والی فقیروں کا ہے تو
ہاں سیدِ عالم ہے تو ہے آل تیری محترم

تجھ کو ستانے آئے جو ایمان بس لے آئے وہ
اخلاق دیکھا جس نے بھی بندہ ہوا وہ بے درم

عابد ہو کوئی لاکھ گر اترا رہے گو اوج پر
تیری محبت ہو نہ گر بدراہ ہے وہ بدشیم

تو صدر بدر حشر ہے تاجِ شفاعت ہے ترے سر
کوئی نبی پایا کہاں شاہا ترا جاہ و حشم

مشتاق تیری دید کے فرقت میں سب ہیں لوٹتے
معمور کشتوں سے ترے ہے سب جہاں عرب و عجم

آنکھوں پہ رکھ لیتے ہیں سب مستی میں آ جاتے ہیں سب
آگے تمہارے نام کے ہیں اہلِ عالم دل سے خم

دل سے جو ہیں تجھ پہ فدا ہیں وہ فرشتوں سے سوا
شاہوں سے ہاں بڑھ کر ہیں وہ جو ہیں ترے در کے خدم

ہے دو جہاں تجھ پر فدا از فرش تا عرشِ علا
ہاں منکرِ دوزخ مزا کھاتے ہیں وہ قلمیں تیغ و خم

تیرا ادب جن کو نہیں کرتے نہیں عظمت تری
حیوانوں سے بدتر ہیں وہ گمراہ ہیں وہ بدشیم

دجال جھوٹے بنتے ہیں مہدی مسیحا اور نبی
ہیں سامنے امت کی تری مولا ترا ہے ان کا سم

انساں کہیں کیسا تمہیں جس سے کہ پتھر موم ہو
جب آپ رکھتے پاؤں کو اٹھ آتا تھا نقشِ قدم

چاہِ انس میں تھوک کر کھارے کو میٹھا کر دیا
جابر کے بیٹوں کو کیا زندہ بصد لطف و کرم

آدم کو چھٹکارا ہوا اور خضر کو رستہ ملا
لائے وسیلہ جب ترا اے سیدِ عالی ہمم

طاعت عبادت سے ہو کیا تیرے وسیلہ کے سوا
تیرا نہ ہو گر آسرا ملتا نہیں دار النعم

اس ایک عالم ہی میں کیا ہے عرش پر شہرہ ترا
تعریف تیری سیدا قرآں میں ہے ہر جا رقم

بس اب نکل گنبد سے آ اے نورِ حق دستِ خدا
فی النار ملعونوں کو کر لے ہاتھ میں تیغِ دو دم

حالت مری اچھی نہیں لیجے خبر یا شاہِ دیں
گو آپ پر مخفی نہیں جو کچھ ہے حالِ دردِ غم

ہاں بادشاہِ دو جہاں لیجے خبر جاتی ہے جاں
مضطر ہے قلبِ ناتواں یاد آ رہی ہے دمبدم

تشریف لاؤ خواب میں تسکینِ دلِ غمگیں کو دو
اِنّی غُلامُکَ یا نبیؐ بولو نہیں تم کہدو نعم

جینے سے بس اب تنگ ہوں فرقت میں بس بیچین ہوں
دل زار ہے نالاں جگر گریاں ہے بیحد چشمِ نم

گر اب نہ ہو تیری نظر ہوگی بہت حالت بتر
بیمارِ الفت کا تمہے ہاں آ گیا ہونٹوں پہ دم

دیری ہو بلوانے میں گر مولا کہیں جاؤں نہ مر
کیا ہو دکھا دو شکل گر تسکین تو ہو کم سے کم

کر اس پہ رحمت کی نگہ غوثی ہے تیرا بے نوا
یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ یا ذوالکرم یا محتشم

سلام

شہ دوسرا لو ہے تم کو سلام
حبیبِ خدا لو ہے تم کو سلام

او محبوبِ حق کے او پیارے خدا کے
او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام

خدا کہہ رہا تھا یہ معراج کی شب
مرے مصطفےٰ لو ہے تم کو سلام

بٹھا لیں تمھیں دل میں آنکھوں میں اپنی
ان ارمانوں کا لو ہے تم کو سلام

وہ روئے مبارک ہے حق جس پہ شیدا
دکھا دو ذرا لو ہے تم کو سلام

نکل آیا پردہ سے اسریٰ کی شب حق
یہ کہتا ہوا لو ہے تم کو سلام

ادب سے کھڑا دست بستہ یہ غوثی
او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام

سلام

تم کو اے پیارے نبیؐ احمدِ مختار سلام
اے شہنشاہِ دو عالم مرے سرکار سلام

دل فدا صدقے جگر جان ہے تم پہ قرباں
اے غریبوں کے فقیروں کے مددگار سلام

لو خبر میرے دلِ زار کی حق کے پیارے
اب ستاتا ہے بہت ہجر کا آزار سلام

آبرو دونوں جہاں میری بس ہو جائے
سو سلاموں نہیں تو لے لیجئے اک بار سلام

آپ کے ابروئے خمدار نے مارا ہے اسے
دلِ پُر درد کا لو دین کے سردار سلام

لا کے تشریف ذرا دیکھئے حالت میری
یاس میں کہتی ہے یہ حسرتِ دیدار سلام

رات دن بھیجتا ہے غوثیؔ یہ ہر بار درود
آپ پہ یا نبیؐ ہر بار ہے سو بار سلام

غ

تم خدا کے نور ہو ہم نے میاں جانا تمھیں
اب نہ کیجے ہم سے پردہ ہم نے ہاں دیکھا تمھیں

حق کا تو ثانی نہیں کوئی مسلّم بات ہے
سب خدائی دیکھ لی پایا مگر یکتا تمھیں

جب تمھیں ڈھونڈا نہ پایا جز خدا کے اور کچھ
جب خدا کو ہم نے ڈھونڈا تو میاں پایا تمھیں

چھوڑ کر ہم بیکسوں کو ہو گئے خلوت نشیں
کیا غلاموں سے چھپے رہنا پسند آیا تمھیں

کاش اپنا دور ہی سے جلوہ دکھلائے حضورؐ
دیکھ لیتے یہ تمھارے والہ و شیدا تمھیں

احمد بے میم بولیں یا کہیں نورِ احد
کیا کہیں تم ہی بتا دو یا رسول اللہ تمھیں

شکر ہے پوچھا کہ غوثیؔ حال کیسا ہے ترا
سرفرازی بندہ پرور ہے خیال اس کا تمھیں

غ

نورِ حق ہے احمدِ مختار میں　　دیدِ حق ہے آپ کے دیدار میں
عشقِ احمد میں جو نکلی دل سے آہ　　لگ گئی آتش کہیں گلزار میں
بھر لئے دامن درِ مقصد سے سب　　جتنے آئے اس سخی سرکار میں
بخششیں صدہا ہیں اک اک بات پر　　لوٹ ہے کیا رحمتی دربار میں
آگے انکے جھکتے ہیں عالم کے دل　　ایسا خم ہے ابروئے خمدار میں
ہو گیا انگلی سے دو ٹکڑے قمر　　کاٹ ایسا ہے کسی تلوار میں؟
یا محمدؐ کی صدا ہے دمبدم　　درد ایسا ہے دلِ بیمار میں
جلوۂ احمد یہ کہتا تھا خدا　　خوبیاں ہیں خوب اس دلدار میں
یا محمدؐ جلوہ دِکھلا دو مجھے　　اب نہیں ہے تابِ قلبِ زار میں

عشقِ احمدؐ میں دیا غوثی نے دم
غل مچا ہے کوچہ و بازار میں

غ

آنکھوں کی صفت جس کی مازاغ بتاتے ہیں
اُس کو ہی وہ بے پردہ جلوہ بھی دکھاتے ہیں
مختارِ خدائی کے، مطلق ہیں وہ یہہ مانا
پر چاہتے ہیں جس کو، مختار بناتے ہیں

کھوتا ہے خودی کو جو، کہتے ہیں اُسے ناداں
کیا لوگ ہیں، دانا کو دیوانہ بتاتے ہیں
جو عشق میں حضرت کے ارمان بھرا دل ہے
ہم ہجرِ محمدؐ میں روتے ہیں رولاتے ہیں
بُراق لے آئے ہیں جبریلِ امیں غوثی
سردار رسولوں کے اب عرش پہ جاتے ہیں

غ

نورِ نبی ہیں کون ہے گر جانِ جاں نہیں
احول تجھے نظر ہی مگر بے گماں نہیں
سرکار کا کلام ہے اللہ کا کلام
اللہ کی زباں ہے نبیؐ کی زباں نہیں
دیر و حرم کو شیخ و برہمن چلے ہو کیوں
آنکھوں سے میری دیکھو وہ کس جا کہاں نہیں
ہر رنگ میں ہیں اُسکے ہی جلوے سمجھ کے دیکھ
پنہاں وہ کیا ہے اول و آخر عیاں نہیں
پردہ بھی آپ کا نہیں بے پردگی سے کم
ایسے نہاں ہو تم کہ عیاں ہو نہاں نہیں
جو جیتے ہیں اُسکے وہ میں جانتا ہوں سب
وہ بے نشاں بھی نہیں اور با نشاں نہیں
اے کاش مجھ سے پوچھو تو سرکار مدعا
ارمان میرے دل میں تھی کیا کیا نہاں نہیں
غوثی بھلا وہ جانے خدا اور نبی کو کیا
جو بے شعور اپنا ہی خود رازداں نہیں

غ

مشتاق ہے حق، بے چین ہے دل اب مدح نبیؐ کی سنانے دو
منہ چومے خدا، دل ہو یہ فدا، وہ نام تو لب پر آنے دو
گیسوئے نبی کا دھیان ہے اب، زنجیرِ گنہ کھڑکانے دو
اب سوئے قیامت جانے دو، اور حشر میں دھوم مچانے دو

اب چین نہیں بے دید نبیؐ، حالت ہے بہت اب بگڑی ہوئی
اب پاس نبی کے جاکے جو کچھ ہے حالِ جگر بتلانے دو
دہلیز پہ سر رکھ کر یہ کہوں، مولا ہو اِدھر بھی ایک نظر
اب بہرِ خدا دکھلا دو قدم، محروم نہ مجھ کو جانے دو
جاتا ہے تمہارے ہجر میں جی، لو جلد خبر یا مولائی
لَکَ رُوْحِیْ فِدَا اُمِّیْ وَ اَبِیْ، اب دردِ جگر بتلانے دو
اے شاہِ شہاں، اے شاہِ رسل، او نورِ خدا اب لیجے خبر
غوثی کی تڑپ پر کیجے نظر، اب جلد مدینہ آنے دو

غ

بیکل ہے بہت دل مرے سرکار خبر لو — مرتا ہوں میں او احمدِ مختار خبر لو
جاں لینے کو ہے ہجر کا آزار خبر لو — اب جلد او اللہ کے دلدار خبر لو
دکھلا دو رخِ پاک خدا کے لئے مولا — زوروں پہ ہے اب حسرتِ دیدار خبر لو

اب یاس ہے حسرت ہے جدائی میں ہے نالاں بے چین بہت ہے دلِ بیمار خبر لو
دم ہونٹوں پہ ہے جان نکلنے کو ہے آقا اب آپ کے بیمار کی اک بار خبر لو
آوارہ و بے برگ گرفتارِ اَلَم ہے
غوثی کی تمہارے مرے سرکار خبر لو

ع

دل وہ ہے جو دلِ نامِ محمدؐ پہ فدا ہو دم وہ ہے جو دمِ الفتِ احمدؐ میں فنا ہو
عیسیٰ سے دوا عشق کے آزار کی کیا ہو بڑھ جائے اگر درد تو ہاں دل کی دوا ہو
الفت ہے مجھے درد سے کچھ ایسی کہوں کیا تسکین سے کہتا ہوں کہ چل پاس سے ہوا ہو
بیمارئ فرقت کہیں جاتی ہے دوا سے سرکار کو دیکھوں تو ابھی مجھ کو شفا ہو
اللہ کا پیارا ہے وہ کیا پوچھنا اُس کا سرکار پہ جو جان سے قربان گیا ہو
سرکار کے قدموں پہ نکل جائے اگر دم صدقے ملک الموت ہو قربان قضا ہو
تربت ہو کہ محشر ہو جہاں ہو کہ جناں ہو جس جا بھی رہیں نعت پڑھیں اور مزا ہو
تقدیر ہے اُس شخص کی دیکھے جو نبیؐ کو سرکار کے دیدار میں دیدارِ خدا ہو
بے دیکھے یہ بے چینی یہ بیتابی ہے دل کو دیکھیں تو خدا جانے کہ کیا حال ہو گیا ہو
کیوں صلّ علیٰ کا نہ اُٹھے غل دو جہاں میں اللہ کے خود لب ہی پہ جب صلّ علیٰ ہو
اللہ سے دلوائیے کچھ آپ بھی دیجے
غوثی کا دو عالم میں کسی طرح بھلا ہو

غ

ظہورِ حق، جہاں کی جان تم ہو
عیاں سب میں خدا کی شان تم ہو

نہ مجھ سے پوچھو تیرے کون ہیں تم
میں صدقے، دین تم، ایمان تم ہو

تمھیں ہم جانتے پہچانتے ہیں
جہاں میں جلوہ گر ہر آن تم ہو

بتائیں کیا تمھیں کیا جانتے ہیں
ہمارے دِل، ہماری جان تم ہو

بتاتے ہو ہر اک صورت سے خود کو
ہر اک صورت میں پھر انجان تم ہو

تمھاری بات حق کی بات ہے یہ
مری جاں! بولتا قرآن تم ہو

کرم کرتے ہو ہر اک پر کرم سے
بشر کی شکل میں رحمان تم ہو

تم ہی تم ہو، جدھر میں دیکھتا ہوں
کِیا جس نے مجھے حیران تم ہو

کسے بولوں، نظر میں دل میں آؤ
نظر میں دھیان میں ہر آن تم ہو

کہوں کیا چیر کر دیکھو کلیجہ
مرا مقصود، مرا ارمان تم ہو

نہاں اک تم ہی بے صورت میں غوثی
اگرچہ شکل میں انسان تم ہو

غ

نبیؐ کے عشق کی لذّت دلِ رنجور سے پوچھو
تماشہ درد کا آہِ شبِ دیجور سے پوچھو

جلن تن میں، جگر میں سوز، دل میں درد، جاں مضطر
محبت کا مزا دل کے مرے ناسور سے پوچھو

انا الحق کی صدا تھی دار کی صورت میں پوشیدہ
مزہ سولی پہ چڑھنے کا دلِ منصورؒ سے پوچھو

جو آنکھیں ہوں تو صورت میں نبی کی نورِ حق دیکھو
خدا کے نور کا عالم خدا کے نور سے پوچھو

تجلی سے جلا ہے وہ، یہ آتش ہے محبت کی
مرے داغِ جگر کا حال کوہِ طور سے پوچھو

ہے عشقِ احمدِ مرسل میں حالِ فقر زور دل بر
غمِ فرقت کی حالت غوثیؔ مجبور سے پوچھو

غ

حرم سے ہوتے ہیں رخصت ہمیں یا مصطفیٰ دیکھو
ہمیں دیکھو ہمارے حالِ دل کو ہاں ذرا دیکھو

کرم فرمائیے مارے ہوئے دل پر درد و حسرت کے
یہ دیوانوں کو اپنے یا نبیؐ بہرِ خدا دیکھو

ذرا حجرے سے باہر لائیے تشریف یا مولا
کھڑے ہیں کتنے آوارہ تمہارے مبتلا دیکھو

یہ سچ ہے دیکھتے ہیں آپ یکساں ظاہر و باطن
ہمیں بھی تو نظر آکر، ذرا پھر دیکھنا، دیکھو

کہیں کیا رکھتے ہیں ارمان کیا کیا جی میں ہم اپنے
دلِ شیدا بتاتا ہے، ذرا پوچھو ذرا دیکھو

کہیں کیوں الوداع اے مصطفےٰ ہم آپکو ہاں ہاں
ہمارے جان و دل میں آپ ہیں صلِّ علیٰ دیکھو

نگاہوں میں خیالوں میں تمھیں ہو سیّد والا
تمھیں مقصد ہمارے، اور تمھیں ہو مدّعا دیکھو

رفیقو! ہاں کرو جلدی نہ اب تھم تھم کے رخصت ہو
بجا لاؤ سلام، اور پھر چلو ٹھہرو، ذرا دیکھو

سلام اے سیّد و آقا، مبارک حجرہ والا
خوشی سے کیجئے رخصت غلاموں کو شہا دیکھو

نہ باہر آؤ حجرے سے، وہیں سے جلوہ دکھلا دو
ذرا اندر سے ہی پردے کو تم اپنے اٹھا دیکھو

تمھارا کمتریں بندہ ہے غوثی یا رسول اللہ
عنایت اس پہ رکھو یا محمد مصطفےٰ دیکھو

غ

تری ذات تجھ سے ہے اے خدا تری شان جلّ جلالہٗ
نہیں تجھ سا کوئی ترے سوا تری شان جلّ جلالہٗ

تری کُنہ کا ہو بیان کیا، تری ہستی کا ہو نشان کیا
نہیں واں گماں کو گماں ذرا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا ضد نہیں، ترا نِد نہیں، ترا ضد تو ہی ترا نِد تو ہی
تو ہے لاشریک فقط ترا تری شان جلّ جلالہٗ

نہیں پا سکے تجھے کچھ خرد، نہیں خود سے دیکھ سکے بصر
نہ سما سکے تجھے دوسرا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا دو جہان کو کھوج ہے، ترا سب کے لب پہ ہے تذکرہ
ہے ہر ایک ذرے سے یہ صدا تری شان جلّ جلالہٗ

تو ہے ساتھ سب کے جمال سے، تو جدا ہے شانِ جلال سے
یہ کرشمہ ادنیٰ سا ہے ترا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نور دونوں جہاں میں ہے، ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے
یہ جمال ہے ترا ظاہرا تری شان جلّ جلالہٗ

نہ تو لامکاں کا مکین ہے، نہ تو بے نشاں کا نشان ہے
تو ہی جانتا ہے ترا پتہ تری شان جلّ جلالہٗ

نہ تو باطن اور نہ ظاہرا، تو ہی باطن اور تو ظاہرا
وہ نِرا ہے کچھ ترا ماجرا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا ذرّے ذرّے میں بھید ہے، ترے مہر کی سب میں نمود ہے
نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تری شان جلّ جلالہٗ

یہ ہے اب تو غوثی کا ماجرا کہ وہ ہُو ہی ہُو میں ہے گم سدا
کبھی خود میں آیا تو بول اُٹھا تری شان جلّ جلالہٗ

ع

بلوا کے دکھا نقشۂ زیبائے مدینہ — صدقے ترے میں او مرے آقائے مدینہ
ہر سانس میں ہر دم مرے احمد کی صدا ہے — اور سر میں بھرا ہے مرے سودائے مدینہ
اک لحظہ بھی دل کو نہیں کل ہجر نبی میں — کہتا ہوں جگر تھام کے اے ہائے مدینہ
جنت کو کروں طیبہ پہ سو بار تصدق — آرام میں جس جائے ہیں مولائے مدینہ
آتی ہے نظر آنکھ جدھر پڑتی ہے میری — آنکھوں میں بسی ہے مری وہ جائے مدینہ
اللہ کی رحمت کے نظر آتے ہیں جلوے — کیا پیارا تماشہ ہے تماشائے مدینہ
نقشہ مری آنکھوں میں مدینے کا کھنچا ہے — دل میں لئے پھرتا ہوں تمنائے مدینہ
ہوتا ہوں قربان میں سو شوق سے ہر دم — ہو پیش نظر روضۂ مولائے مدینہ
کعبہ میں مرا لطف ہے یہ دید کے قابل — کرتا ہوں طواف آنکھوں میں ہے جائے مدینہ
آنکھوں نے یہ دیکھا ہے بڑے شوق سے تکنے — ہے جوشِ جنوں اور ہے صحرائے مدینہ

اب غوثیؔ خستہ کی بہت خستہ ہے حالت
بلوالو اسے اے شہِ والائے مدینہ

غ

دِل میں میرے ہے ترا عشق محبت تیری
میری نظروں میں ہے چہرہ ترا صورت تیری
ہم غریبوں پہ ہو للّٰلہ نظر رحمت کی
سب میں مشہور ہی مولا کرے رحمت تیری
دونوں عالم میں ہر اک جائے ہی جلوہ تیرا
نظر آتی ہے ہر اک چیز میں صورت تیری
جان و دل دونوں کروں میں ترے قدموں پہ نثار
مجھ کو ہو جائے اگر خواب میں رؤیت تیری
کام بن جائے دو عالم میں سراسر میرا
حال پر میرے جو ہو جائے عنایت تیری
اب کرم کر کے مدینہ میں بلا پاس اپنے
کہ ستاتی ہے مجھے ہند میں فرقت تیری
ہے شب و روز یہ غوثیؔ کی تمنا اب تو
اس کو حاصل ہو کسی طرح زیارت تیری

غ

یا محمدؐ جلوہ دکھلاؤ خدا کے واسطے
بے دلوں کو اب نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے
دل ترستا ہے نکلتا ہے بڑی حسرت سے دم
مر رہا ہوں بس نہ ترساؤ خدا کے واسطے
چہرۂ انور دکھادو رحمۃ للعالمیں
بیکسوں پر رحم اب کھاؤ خدا کے واسطے
ہے جنونِ عشقِ احمدؐ کی مجھے دیوانگی
مجھ کو غمخوار و نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ہجر میں روتے ہیں جان و دل جگر سب زار زار
میرے مولا اب نہ رلواؤ خدا کے واسطے

یوں نظر آتا نہیں سرکار کو منظور اگر تو بھی رویا میں ہی آؤ خدا کے واسطے

دم نہ دے بیچین ہو کر یاس میں غوثی کہیں
آج مولا جلوہ دکھلا ؤ خدا کے واسطے

غ

آؤ مبارک سونے والے خواب گاہِ ناز کے
اک نظر ہم یہ بھی ہم صدقے ترے انداز کے

جس نے دیکھا مجھ کو دیکھا اسنے حق کو بے گماں
ہاں اشارے ہیں یہ تیرے دیدۂ غمّاز کے

دیکھ کر سدرہ کے آگے تیری رفعت یا نبیؐ
بول اٹھا جبرئیلؑ ہیں صدقے تری پرواز کے

جان ہے دل سے فدا ہیں سوختہ ساماں ترے
تنگ ہیں ہاتھوں سے گرچہ چرخِ فتنہ ساز کے

حالِ دل ہم سے بھی سن لو رحمۃ للعالمیں
ہم نے مانا سب کھلے پردے ہیں تم پر راز کے

نور سے تیرے ہوئی دونوں جہاں کی ابتدا
انتہا پر ہوش گم صدقے ترے آغاز کے

آپ ذرا حالِ غریباں دیکھ کر کہدے نعَم
تاکہ کچھ تسکیں ہو سُننے سے تری آواز کے

جانتے ہیں تجھ کو ہم خلوت نشینی کو تری
پر کریں کیا قفل ڈالے تو نے منہ کو راز کے

شُکر ہے رونے پہ میرے مسکرا کر یوں کہا
ڈھنگ ہیں غوثی نرالے تیرے سوز و ساز کے

غ

کس طرح سے پکارے تمہیں کیا کہا کرے
دیکھا ہو جس نے آپ کو مولا وہ کیا کرے

ناموں سے ہے حضور کے قرآں بھرا ہوا
کس نام سے حضور غلام التجا کرے

سب نام ہیں حضور کے حق کے کہے ہوئے
کیسے خطاب حق کو یہ بندہ ادا کرے

موقوف اک دو نام پہ حق نے کیا نہ خود
بندہ تمہیں حضور کہو کیا کہا کرے

طاقت نہیں غلام جو مولا کا نام لے
بے نام کس طرح سے جیئے ہائے کیا کرے

محوِ فنا رہوں جو محمّد کا نام لوں
میری زباں خدا کی زباں ہو خدا کرے

تن آپ کا دل آپ کا ہے جان آپ کی
غوثی کے پاس کیا ہے جو تم پر فدا کرے

غ

کر نظر ایک اِدھر بھی او مدینے والے
تیری رحمت کے سوا ہم نہیں جینے والے

جامِ جم کو کہیں خاطر میں بھی لاتے ہیں بھلا
جو ترے کوثرِ الفت کے ہیں پینے والے

خواب میں بھی نہ نظر آئیں تو شاہا یہ کہو
اب جئیں کیسے تمھیں دیکھ کے جینے والے

بحرِ غم سے نہیں ڈرتے ہیں فدائی ہم ہیں
رحمتِ احمدِ مرسل کے سفینے والے

شیخِ اکبر کے تصدق سے طفیلِ احمد
آج عرفان کے غوثی ہیں خزینے والے

غ

محمد کا آنکھوں میں اپنے مکاں ہے
ہر اک شے سے صورت کا نقشہ عیاں ہے

تمنائے دیدار ایسی کہ ہر دم
نگاہوں میں دیدِ نبی کا سماں ہے

پھنسے ہیں دو عالم کے دل گیسوؤں میں
فدا روئے انور پہ سارا جہاں ہے

خدا کا تو ثانی نہیں کوئی لیکن
محمد سا دونوں جہاں میں کہاں ہے

ہم اُسکے ہیں بندے ہم اسکی ہیں اُمت
کہ ہر ذرے ذرے میں جس کا نشاں ہے

کریں کیا فدا آپ پر یا محمد
یہ دل آپ کا ہے یہ آپ ہی کی جاں ہے

بھلا کس طرح ہو ہمیں خوفِ محشر
ہمارا نبی شافعِ انس و جاں ہے

محمد کو کیا جانتا ہے تو غوثی
مرا دین و ایماں مرا جانِ جاں ہے

غ

خوب گلشن میں بہار آئی ہے
گل شگفتہ ہیں گھٹا چھائی ہے

غنچۂ دل ہے شگفتہ میرا — بادِ طیبہ کی ہوا آئی ہے
دیکھ کر جس کو خدا ہے شیدا — رُخِ انور کی وہ زیبائی ہے
ہجرِ احمد میں نکلتا ہے دم — جان اب لب پہ مرے آئی ہے
سیرِ جنّت ہے اُسے یثرب میں — جس کو تقدیر یہاں لائی ہے

سر سے طیبہ کو چلو اے غوثی
دِل میں گر شوقِ جبیں سائی ہے

غ

رویا میں نظر زلفِ محمد پہ پڑی ہے — مدت میں کہیں اب مری تقدیر لڑی ہے
کم مستئ عشقِ نبوی ہوتی ہے واعظ! — دیوانے پہ تو مری گھٹی میں پڑی ہے
تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ نبیؐ کو — صورت یہ مرے دل کے نگینے میں جڑی ہے
جو لذتِ الفت ہے مرے دل ہی سے پوچھو — آتا ہے مزہ جتنی کہ یہ چوٹ کڑی ہے
دیکھو تو ذرا مرنا مرا عشقِ نبیؐ میں — منکر بھی ہیں موت بھی دُلھن سی کھڑی ہے
ہر سانس میں احمد کی صدا اٹھتی ہے دل سے — واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے

جاں غوثی نے دی آج فقط عشقِ نبیؐ میں
اتنی سی تو ہے بات مگر دھوم بڑی ہے

غ

خدا کے پاس کیا ہے، ایک ہو ہے — جو کچھ بھی ہے نبیؐ کے رُو برو ہے

اُسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں — تجلی یار کی ہی چار سو ہے
احد کو پردہ احمد میں دیکھا — خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں — مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے
نکالے یار کو اب ڈھونڈھ کر ہم — وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
محمد پر فدا سو جان سے ہیں — یہ میرے یار کے بس ہو بہو ہے

نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی
یہ نقشہ یار کا ہے ستر ہو ہے

غ

جنابِ رحمتِ عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے — خدا جن پر ہے شیدا انکی الفت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہدو تم کو مبارک ہو — سلامت ہم کو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے
نکیرین آکے تربت میں مری یہ کہہ گئے واپس — اسے کیا پوچھتے ہو اسکو حضرت کا وسیلہ ہے
جو حق بھی خلد میں ہمراہِ حضرت دیکھ کر پوچھے — اشارے سے کہوں حضرت سلامت کا وسیلہ ہے

میں بے پروا ہوں غوثی دغدغہ سے دین و دنیا کے
دو عالم میں مجھے شہ کی عنایت کا وسیلہ ہے

غ

حضورؐ کی جو نظر ایک بار ہو جائے — تو پھر غلام بھی اک شہریار ہو جائے
حضورؐ کے قدمِ پاک پر جو دم نکلے — ابھی سکونِ دلِ بے قرار ہو جائے

نظر کا تیر وہ دلکش ہے میرے مولا کا
خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہو جائے

مرے حضور کا نقشِ قدم جو دیکھے کہیں
تو جبرئیل تڑپ کر نثار ہو جائے

نکل کے روضۂ اقدس سے یاں بھی آجانا
مہک اِدھر بھی نسیمِ بہار ہو جائے

نبی کے عشق میں آنکھوں سے ٹپکے جو آنسو
ٹپکتے ہی وہ دُرِ شاہوار ہو جائے

جو داغِ عشقِ نبی لیکے قبر میں جاؤں
چمک کے وہ وہیں خورشید وار ہو جائے

نبی کے عشق میں ایسی بڑھے مجھے وحشت
کہ جامۂ ہستی کا یہ تار تار ہو جائے

جلوں میں آتشِ عشقِ نبی میں یوں غوثی
جگر بھی سینہ بھی دل داغدار ہو جائے

غ

آنکھ سے کب اُس کا جلوہ دور ہے
جس طرف دیکھو اُسی کا نور ہے

جلوۂ حق ہے محمد کا ظہور
سب خدائی میں نبی کا نور ہے

اب اَحد کی دیکھا رحمت تمام
جلوۂ احمد ظہورِ نور ہے

آپ ہی کچھ اک نہیں ہیں جبرئیل
جس نے دیکھا شہ کو وہ مسرور ہے

صاف کہتا تھا خدا معراج میں
آپ جو کہہ دیں مجھے منظور ہے

وصف ہے واللیل انکی زلف کا
کون کہتا ہے شبِ دیجور ہے

پاس ہے وہ پاس سمجھے اس کو جو
دور ہے اُس سے جو سمجھا دور ہے

آگئیں کچھ یاد باتیں آپ کی
آج پھر بے کل دلِ رنجور ہے

آتشِ عشقِ نبی میں ہے جلا
داغِ دل ہے یا چراغِ طور ہے

لب تک آئے وہ نہیں یہ خود نہیں
دل میں میرے شورشِ منصور ہے

حق کی باتیں ہیں زبانی آپ کی
آپ کا قرآن میں مذکور ہے

عاشقِ احمدؐ اسے کہتے ہیں سب
آج کل غوثیؔ بہت مشہور ہے

غ

مصیبت یہ فرقت میں کیا ہو رہی ہے
بڑی درد و غم کی جفا ہو رہی ہے

میں ہوں نزع میں لب پہ یا مصطفےٰ ہے
لو اب جان نذرِ خدا ہو رہی ہے

زبانِ ملائک پہ موقوف کیا ہے
خدا سے بھی صلِ علیٰ ہو رہی ہے

درِ پاک پر مل رہا ہوں میں سر کو
نبیؐ سے کچھ اب التجا ہو رہی ہے

یہ روضہ میں سوتے ہیں سرکار چپ چپ
ارے دل یہ فریاد کیا ہو رہی ہے

نکلتا ہے دم دید کی آرزو میں
بس اب مصطفےٰ مصطفےٰ ہو رہی ہے

ذرا سے میں واں ہو گئے غش تھے ہوش
یہاں اقترب کی ندا ہو رہی ہے

محمد محمد زباں پر ہے جاری
مری جان تن سے جدا ہو رہی ہے

کھلا سر ہے ہلتے ہیں لب ہاتھ اٹھے ہیں
وہ بیٹھے ہیں غوثیؔ دعا ہو رہی ہے

غ

فرقت میں یا نبیؐ یہ مریضوں کا حال ہے
تپ دل میں اشک آنکھوں میں جینا محال ہے

اب یا نبیؐ نہ پوچھئے کیا میرا حال ہے
اک دل کے ساتھ درد ہے غم ہے ملال ہے

مرتے ہیں ہم تو ساتھ تمہارا خیال ہے
جیتے ہیں ہم اگر تو سدا عرضِ حال ہے

اے دردِ دل یہ شور مدینہ میں ہاں ادب
چپ چپ کہ خواب میں نبیؐ ذو الجلال ہے

حسرت کے اوبھرے ہوئے دل دور دور سے
ہونا فدا ادب سے نبیؐ پر کمال ہے

ناحق ہے بحث تیری کہ احمدؐ کو دو عطا
بے میم کہتے ہیں یہ کمر کی مثال ہے

حسرت ہے عشقِ احمدِ مرسل میں جان دی
خاکِ مزار تک بھی مری پائمال ہے

ظاہر میں تنگدست ہوں باطن میں بادشاہ
حبِّ نبیؐ خزانہ ہے لشکر ہے مال ہے

کوثر حرام ہے جسے کیفِ نبیؐ نہ ہو
زاہد یہ مستِ عشقِ نبیؐ کو حلال ہے

گھائل ہوں تیغِ ابروئے احمدؐ کا دیکھنا
دل ہے مرا اسیر تو جگر میرا ڈھال ہے

شیرازہ دو جہان کی جلدوں کا کھل سکے
کھلتا نہیں یہ زلفِ محمدؐ کا جال ہے

غوثیؔ ہزار جان سے کیونکر فدا نہ ہو
نورِ خدا، حبیبِ خدا کا جمال ہے

غ

بشوقِ دل اب سوئے محبوبِ خدا لے چل مجھے
ٹھوکریں کھائے صبا بھی یوں اڑا لے چل مجھے

یا محمد یا محمد شوق میں کہتا رہوں
اے جنونِ عشق دیوانہ بنالے چل مجھے

رات دن ہے بیخودی میں روئے احمد کا خیال
جذبۂ عشقِ نبی بنکر ہوا لے چل مجھے

سارا رونا رو کے کہدوں گا حضورِ پاک میں
آرزوئے دِل بگولہ سا بنالے چل مجھے

خاکِ صحرائے مدینہ منہ پہ مل کر عجز سے
رو کے مولا کو سناؤں مدعا لے چل مجھے

سر بھی رکھدوں تن بھی رکھدوں نذر کردوں جان تک
اے تمنائے نبی تو پر لگا لے چل مجھے

ہر قدم پہ سجدۂ شکرانہ طیبہ میں کروں
اے مرے دردِ جگر کچھ تو ذرا لے چل مجھے

اک طرف دل ٹوٹتا ہو اک طرف میں جان دوں
اے مری مرگِ مبارک تو ہی آ لے چل مجھے

کل نہ آئے جز محمد کے بڑھے وہ بے کلی
حسرتِ دیدار وہ بے کل بنا لے چل مجھے

اگر نہ جاؤں سامنے سرکار کے، ہوں بے قرار
دیکھ اے بیتابئ دل اب سنبھالے چل مجھے

سر درِ اقدس پہ رکھ کر سیّدی ارحم کہوں
دردِ دل اس دم سوئے نورِ خدا لے چل مجھے

مر نہ جائے حسرتِ دیدار میں غوثی کہیں
اب تو جذبِ عشق سوئے مصطفیٰ لے چل مجھے

ع

بنا نور میں مصطفیٰ کہتے کہتے
ملا حق سے صلِ علیٰ کہتے کہتے

پھر دل عشق میں احمدا کہتے کہتے
مر وں مصطفیٰ مصطفیٰ کہتے کہتے

سوا نامِ اقدس کے دل کو نہ کل ہو
تڑپتا رہوں احمدا کہتے کہتے

لپٹتا ہے سینے سے رہ رہ کے ہر دم
مچلتا ہے دل حسرتا کہتے کہتے

نہ تم نے خبر لی کبھی بیدلوں کی
کوئی یا محمّدا کہتے کہتے

نکل جائے روحِ مقید قفس سے
مدینے میں یا مصطفیٰ کہتے کہتے

تمنا ترستی ہے ارماں تڑپتے
ہوئے چپ نبی ہم کو آ کہتے کہتے

لحد میں جو آئے گی یادِ محمد
نکل آؤں گا مرحبا کہتے کہتے

بتاتا ہوں دردِ جگر کھول کر سب
اٹھو یا محمد بتا کہتے کہتے

الٰہی میں تڑپوں مدینہ میں جس دم
نکل آئیں وہ، کیا ہوا کہتے کہتے

اشارہ کروں حشر میں ہر قدم پر	یہ دیکھو شفیعِ وریٰ کہتے کہتے
فراقِ محمدؐ میں شب بھر نہ سویا	سحر ہو گئی مصطفےٰ کہتے کہتے

پڑھوں نعت محشر میں رُک رُک کے غوثی
خدا بھی کہے کیوں رُکا کہتے کہتے

ع

مُبارک رحمتِ عالم کے ہم دربار میں آئے
بِکے تھے نام پر جس کے اُسی سرکار میں آئے

دلِ شیدا وہ بھولا ہے نہیں جامے سماتا ہے
خوشی یہ ہے کہ کوئے احمدِ مختار میں آئے

کریں نغمے نہ کیوں ہم بلبلوں سے نعتِ احمدؐ میں
کہ کس ارماں سے اس فردوس کے گلزار میں آئے

گنہگارو بڑھو اور صدقے ہو کر جھولیاں بھر لو
کہ ہم قسمت سے اپنی اس سخی سرکار میں آئے

مُرادیں آج منہ مانگی ملیں گی شاہِ عالم سے
بڑی سرکار میں آئے بڑے دربار میں آئے

اٹھا نا رُخ سے پردہ یا نبیؐ اب جلوہ دکھلانا
کہ دیدِ حق کی لذت آپ کے دیدار میں آئے

ادب سے رک گیا جب میں تو دی آواز حضرت نے
کہاں ہے غوثیؔ خستہ کہو دربار میں آئے

غ

محمدؐ جس کو کہتے ہیں وہ جانانہ ہمارا ہے
مدینہ جس کو کہتے ہیں وہ میخانہ ہمارا ہے

ہماری زندگی موقوف ہے دیدار حضرتؐ پر
وہ شمع نورِ حق ہیں حال پروانہ ہمارا ہے

ہماری آنکھ میں اُس شاہدِ وحدت کا جلوہ ہے
خدا کا شکر کعبہ آج بتخانہ ہمارا ہے

صدا دیتا ہے یہ ساقی ہیں سے دیکھے ہمانہ
پیو تا حشر مستو دورِ پیمانہ ہمارا ہے

ہمارے دل میں ہے جلوہ فگن وہ صورت احمدؐ
بحمد اللہ کہ اب آباد ویرانہ ہمارا ہے

ترا تا ہے کہیں نشہ مئے حب محمدؐ کا
شراب عشق سے معمور میخانہ ہمارا ہے

ہمیشہ مست رہتے ہیں شراب عشق پی پی کر
مئے حب نبیؐ سے رنگ مستانہ ہمارا ہے

خدا کے واسطے آؤ ذرا اب خواب میں مولا
منور کیجئے تاریک کاشانہ ہمارا ہے

مجھے درباں نے روکا جب کہا سرکار نے ہنسکر
اسے آنے دو یہ غوثیؔ ہے دیوانہ ہمارا ہے

غ

محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہے
محمدؐ بادشاہِ مرسلیں ہے

محمدؐ خاتم کل انبیاؑ ہے
محمدؐ نورِ رب العالمیں ہے

محمدؐ جان ہے جانِ دو عالم
محمدؐ باعثِ دنیا و دیں ہے

خدا رحمٰن ہے دونوں جہاں کا محمد رحمۃ للعالمیں ہے
محمد کو بنا کر حق یہہ بولا محمد سا دو عالم میں نہیں ہے
محمد کی عجب پیاری ہے صورت کہ شیدا جس پہ صورت آفریں ہے
محمد یا محمد یا محمد یہی وردِ دل و جانِ حزیں ہے
محمد پر فدا سو جانِ غوثی
یہ اُس کا جانِ جاں ایمانِ دیں ہے

غ

مَن موہت ہے پیا چھینت ہے وہ جاسے بحر یا ملاوت ہے
وہ کاہے کملیا اوڑھت ہے جو محمد ناؤں کہاوت ہے
کہلاتا ہے کل جگ کا داتا سب بولت ہیں اللہ والا
سب جگ کو یہ کلمہ پڑھادت ہے بیکنٹھ کی راہ بتاوت ہے
مکھ بانسری نحن اقرب کی واکی بتیاں ہیں سگری پیت بھری
جن ونجیت ہیں سدھ بدھ بسری کا موہنی روپ دکھاوت ہے
مازاغ کا سرمہ نینوں میں واللیل کا لشکار زلفوں میں
کلمہ کا ترانہ باتوں میں اپنے ہیں پیا کو بتاوت ہے
بھولا ہے وہ اپنے آپے کو دکھلاتا پیا ہی پیا کو ہے وہ
وہ چال ہے اسکی صلِّ علیٰ جو خدا کو بھی اپنے لبھاوت ہے

کہیں بات بگری نہیں اب تو سکھی، سنبھال ہت پیا کی ڈگری
اب ایک اسی کی چوکھٹ ہے، جو جگت کو نجات دلاوت ہے

چلو سیس دھریں وا کی پیاں پر، تن من کو یہ واریں تبیاں پر
جی جان کو واریں نیناں پر، کا ہر میں ہر کو دکھاوت ہے

وا کا درس ہی مورا جینا ہے، وا کا چھپنا ہی مورا مرنا ہے
اب کا ہے کروں کت جاؤں سکھی کہیں چین نہ جی کو آوت ہے

کا غوثی پیا کو پوچھت ہو، اب اپنے میں آپ رہت ہے وہ
سب جگ میں پیا کو دیکھت ہے اور جیو میں پیو کو رماوت ہے

رباعی

جب گنج خفی سے نورِ مخفی نکلا
اللہ نے نام اس کا محمدؐ رکھا
اے صلِّ علیٰ ظاہر و باطن غوثی
سب نورِ محمدؐ ہے یہ اللہ اللہ

مسدس

ادھ مدینے کے مولا ادھر دیکھنا
ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

گرد روضہ کے تیرے پھرتے ہیں سودائی ہیں
تیری جالی سے چمٹ جاتے ہیں شیدائی ہیں

دلِ دیوانہ میں ارمانِ جبیں سائی ہیں کیا تماشہ ہے ترے در کے تماشائی ہیں

او مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا

خیر خم کی ہمیں وہ ساقیِ خمخانہ دے کچھ تو صدقہ ہمیں اے جلوۂ جانانہ دے

اپنے ہاتھوں سے چھلکتا ہوا پیمانہ دے دے ترے صدقے دو اے دلِ دیوانہ دے

او مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا

کوئی تم سا نہیں عالم میں وہ یکتا تم ہو صورتِ بندہ میں آئے ہو وہ مولا تم ہو

اتنا ہم جانتے ہیں نورِ خدا کا تم ہو اور کس پردہ میں کیا جانے کیا کیا تم ہو

او مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا

انبیاؑ جانے تجھے دیکھ کے کیا کیا ہوتے میرے مولا ترے بیمار مسیحا ہوتے

بنتے دیوانے جو معشوقِ زلیخا ہوتے ارنی چھوڑ کے یہ کہتے جو موسیٰؑ ہوتے

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

وہ بھی اک تھے کہ تمھیں دیکھ کے جیتے تھے میاں انکی تم روحِ رواں انکے تھے تم تاب و تواں

ایک ہم بھی ہیں کہ دن رات ہی بس آہ و فغاں تم نہ دیکھو تو بتائیں کسے ہم دردِ نہاں

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

گو ہیں بدکار مگر بندۂ سرکار ہیں ہم ہیں گنہگار بھی تو تیرے گنہگار ہیں ہم

ہم کو رسوا نہ کرو ہاں جگر افگار ہیں ہم تیرے ہر حال میں اے سید ابرار ہیں ہم

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

چھوڑ دے گر تو تو پھر کون سنبھالے ہم کو کر لیا ہے ہمیں اپنا تو نبھالے ہم کو
گیسوؤں میں لے چھپا گیسوؤں والے ہم کو کملی والے کہیں کملی میں چھپالے ہم کو

اُو مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا

تیرے رستے کی ہوا کھائی ہے اُسکی خاطر تیرے کوچے کی ہوا کھائی ہے اُسکی خاطر
تیرے روضے کی ہوا کھائی ہے اُسکی خاطر تیرے پردیسے کی ہوا کھائی ہے اُسکی خاطر

اُو مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا

او ہمارے دل و دیں او دل و جاں کے مختار آج تو غوثی کی سن جلوہ دکھا دے اک بار
تیرے صدقے ترے قربان دکھا اب دیدار تری صورت کے تصدق تری آنکھوں کے نثار

اُو مدینے کے مولا اِدھر دیکھنا
ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

رباعی

یہ نورِ نبی نورِ خدا ہے واللہ جو دیکھتا ہے کہتا ہے اللہ اللہ
کیا شانِ خدا شانِ نبی ہے غوثی اللہ کی زباں سے بھی ہے سبحان اللہ

مسدس

ذرا دامن میں ہم کو چھپا لو میاں
ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھا لو میاں

اب تو سرکار کے دیدار سے ہم جیتے ہیں
آپ کے لطف سے اور پیار سے ہم جیتے ہیں
کچھ نہ سیرِ گل و گلزار سے ہم جیتے ہیں
آپ کے جلوۂ رخسار سے ہم جیتے ہیں
ذرا دامن میں ہم کو چھپا لو میاں

تیرے دیدار کو مدت سے ترستے تھے ہم
تیری فرقت میں یہ بیمار تھا قلبِ پرغم
روز و شب دھن تھی تری دھیان ترا تھا ہر دم
تو نہ دیکھے تو بتائیں کسے ہم رنج و الم
ذرا دامن میں ہم کو چھپا لو میاں

تم جو چھوڑو گے ہمیں ہم نہ تمہیں چھوڑینگے
ہم سے تم موڑو گے منہ ہم نہ کبھی موڑینگے
رشتہ الفت کا نہ ہم تم سے کبھی توڑینگے
تم نہ جوڑو گے تو ہم آپ اُسے جوڑینگے
ذرا دامن میں ہم کو چھپا لو میاں

ہم نے عالم میں تو کوئی نہیں دیکھا تم سا
بات پائی نہ کسی اور میں ایسی واللہ
سادگی پر تری یہ رنگ ہے اے شانِ خدا
دل تصدق کوئی کرتا ہے کوئی جان فدا
ذرا دامن میں ہم کو چھپا لو میاں

تم ہمارے ہو ہمارے ہو ہمارے سرکار
ہم تمہارے ہیں تمہارے ہیں تمہارے سرکار

تم پہ قربان ہے غوثیؔ مرے پیارے سرکار　　تم نے سب بگڑے ہوئے کام سنوارے سرکار

ذرا دامن میں اپنے چھپا لو میاں

ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھا لو میاں

عزمِ طیبہ

بڑے ہی شوق میں ہم گھر سے اب طیبہ کو چلتے ہیں　　جہاں لاکھوں دلوں کے مقصد و ارماں نکلتے ہیں

سفر کی مشکلیں سب جھیلتے ہیں شوقِ طیبہ میں　　کبھی دل کو کبھی اپنے کلیجے کو مسلتے ہیں

نہیں مقصود کوئی اپنا جز دیدارِ احمدؐ کے　　اسی اک نام پر تو اپنے طفلِ دل بہلتے ہیں

تڑپ جاتے ہیں پہروں سن کے نامِ پاک فرقت میں　　نبیؐ کے عشق کے کشتے یہ مشکل سے سنبھلتے ہیں

ہم اپنے احمدِ مرسل پہ غوثیؔ دل سے ہیں قرباں

کہ جیسے شمع پر سوجان سے پروانے جلتے ہیں

جذبۂ عقیدت

ہم اپنے پیرِ ربّانی کے صدقے　　ظہورِ نورِ یزدانی کے صدقے

جمالِ حق کا آئینہ ہے واللہ　　ظہورِ شانِ ربّانی کے صدقے

محمدؐ کے ہیں جلوے اس میں ظاہر　　ہم اس تصویرِ لاثانی کے صدقے

محی الدین، معین الدین ہے یہ　　ہم اس تصویرِ نورانی کے صدقے

بتاتا ہے خدا کو اور نبیؐ کو ظہورِ شانِ یزدانی کے صدقے
شرف رکھتا ہے شاہوں پر جہاں کے غلامِ شاہِ جیلانی کے صدقے

دکھایا جلوۂ حق خود میں غوثیؔ
ہم اپنے پیرِ لاثانی کے صدقے

طَیّباتِ غَوثی

مَعارِف

غ

مَیں ہوں سِرّ حقیقت لامکاں ہے خاص گھر میرا
مگر ہے عشق میں اِس وقت پھیرا در بدر میرا

دو عالَم ہوں دو عالم میں ہوں دو عالم پہ چھایا ہوں
میں ہر جا ہوں ہر اک صورت ہر اک جا ہے گزر میرا

مرے اجمال کی تفصیل ہے سب دونوں عالم میں
کہیں سورج مرا جلوہ کہیں نقشہ قمر میرا

تماشہ ہوں تماشے میں ہوں اور خود ہوں تماشہ گر
میں خود ہی دنگ رہتا ہوں تماشہ دیکھ کر میرا

حقیقت میں حقیقت میری کیا ہے اک حقیقت ہے
اُدھر بے چونی ہے نقشہ ہے باچونی اِدھر میرا

میں لفظِ کُن ہوں اور پھر لفظِ کُن کی خود حقیقت ہوں
مَیں صوتِ سرمدی ہوں شور ہے آٹھوں پہر میرا

کوئی آگہ نہیں اسرار سے میرے حقیقت میں
جو دیکھی شکل و صورت نام رکھا ہے بشر میرا

حقایق میں نہیں باتیں مری تقلید کی رو سے
محقق ہوں حقیقت کے بیاں میں ہے ہنر میرا

جیسے چشمِ خدا بیں ہو حقیقت کو مری دیکھے
مصاحب ہوں خدا کا غلغلہ ہے اوج پر میرا
محمدؐ ہوں کہیں شکلِ عرب میں عینِ رب ہو کر
کہیں تفصیل میں ہے حال پھر شکلِ دگر میرا
نہیں ہوں میں نہیں ہوں کچھ نہیں مجھ میں نہیں ہوں میں
جو کچھ ہے بس وہی ہے نام ہے غوثی مگر میرا

غ

فاش اُس کا راز آخر ہو گیا — وہ مری صورت سے ظاہر ہو گیا
ہم وہ اور وہ ہم بنے بے انقلاب — ہم میں اُن میں سترِ نادر ہو گیا
میرے معنے ہیں وہی تھا باطناً — اب میں اُس معنے کا ماہر ہو گیا
نیستی میں بن کے مرآتِ وجود — اپنے جامے سے میں باہر ہو گیا
کہتے ہیں مسلم مجھے کافر تمام — کہتے ہیں مسلم کہ کافر ہو گیا
تیرے قرباں ساقیا آباد رہ — نشہ کیا پیتے ہی ساغر ہو گیا
کھو گیا میں کھو گیا میں کھو گیا — وہ ہی باطن وہ ہی ظاہر ہو گیا

رب ہی ٹھہرا میں نہ غوثی عبد ہی
کیا کہوں آخر میں کیا پھر ہو گیا

غ

مری ہستی کا مجھے وہم تھا کوئی پردہ اس کے سوا نہ تھا
مرا یار تھا مرے ساتھ گو میں خدا نہ تھا وہ جدا نہ تھا

مری یار ہی سے یہ بود تھی مجھے یار ہی سے نمود تھی
وہی جلوہ گر تھا وجود میں کسی دوسرے کا پتا نہ تھا

میں غریقِ بحرِ وجود تھا مجھے اُس سے اس کا شہود تھا
مگر اپنی ہستی کے وہم سے میں جدا تھا اس سے ملا نہ تھا

مجھے کھو دیا مری خودی نے خود مجھے مار امیرے ہی وہم نے
وہ چھپا ہوا تھا مجھی میں ہی مگر اس طرح کہ چھپا نہ تھا

میں اُنہی کی آنکھوں میں رہتا تھا مری آنکھوں میں وہ سمائے تھے
نہیں وہ ہی اُن میں سمائے تھے کہوں کیا کہ کیا تھا میں کیا نہ تھا

مرا تن نہیں مرا دل ہے یہ مرا دل نہیں مری جاں ہے یہ
مری جاں نہیں کوئی اور ہے مجھے اس کا راز کھلا نہ تھا

کہا میں نے پاس ہی رہ کے تم رہے دور اتنا تو یوں کہا
تو مرا ہے اب تو ترا ہوں میں تو مرا نہ تھا میں ترا نہ تھا

میں تھا اپنے بننے سے پہلے واں کہ نہ پہنچے عقل و گماں جہاں
تھا کسی کے علم میں میں مگر یہ تھا رہنا گویا کہ تھا نہ تھا

ہیں وہی ہوں غوثیؔ بے نشاں کہ وہ بانشان ہے مرا نشاں
وہ ملا تو خود کا پتہ چلا، مرا مجھ کو خود ہی پتا نہ تھا

غ

مَیں نے جو آئینے میں اپنا تجلّا دیکھا
جب کچھ آئینے کی حیرت کا تماشا دیکھا

مجھ سے چھپتا ہے تو کیا ہاں تجھے دیکھا دیکھا
تو نے جس شکل سے جلوہ کیا ویسا دیکھا

رات دن صفحۂ ہستی کا مٹاتا ہوں نقش
جب سے اس عالمِ فانی کا تماشا دیکھا

محو ایسا ہوں کہ مجھ کو نہیں خود اپنی خبر
کیا یہ کانوں نے سنا آنکھوں نے کیا کیا دیکھا

ہم سے نظروں میں وہ کہتے ہیں کہ ہم تم اک ہیں
دیکھا دیکھا مری جاں بات کا پردا دیکھا

مجھ کو ساقی نے پلایا ہے وہ ساغر غوثیؔ
جس طرف آنکھ اٹھی یار کا جلوہ دیکھا

غ

جانِ جاں دل کو ہمارے کرتے ہو تاراج کیا
جب دکھاتا ہے تمھیں جلوہ تو کل کیا آج کیا

دیکھنے والوں کو تیرے تاب و عدوں کی کہاں
جز تمھاری دید کے ہاں کام کیا ہے کاج کیا

یہ کہو کس کو نکالا ہس سے جب ساتھ ہو
مُلکِ اطلاقی سے تم نے ہے کیا اخراج کیا

ایک مینی، ایک دانی، جس کا شیوہ ہو گیا
آنکھوں میں پھر اس کی تاراجی ہے کیا اور راج کیا

جبکہ ہم کچھ تھے تو اپنی لاج ان کے ہاتھ تھی
ہم ہی جب ٹھہرے نہ کچھ تو پھر ہماری لاج کیا

لَمْ یَلِدْ ٹھہرا وہ جب ہم لَمْ یَکُنْ شَیْئًا ہوئے
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدْ ہے نُطْفَۃٍ امشاج کیا

شاہِ غوثی ہے فقیری بھیس اب ہم کو پسند
بس ہمیں فرشِ زمیں کافی ہے تخت و تاج کیا

غ

مرے دل میں تم آئے دل کو میرے شاد کر ڈالا
رہو آباد تم، تم نے مجھے آباد کر ڈالا

خودی میں مر رہا تھا، دور تھا اپنی حقیقت سے
چھڑایا کیا مجھے خود سے، مجھے آزاد کر ڈالا

تمھارے ہاتھ مرمٹنا ہے کیا؟ اک زندگانی ہے
ہوا آباد وہ، تم نے جسے برباد کر ڈالا۔

میں کیا تھا ایک صورت جسمِ جانِ دل نہ تن کچھ بھی
مری صورت میں کیا آئے مجھے آباد کر ڈالا

بڑی بندہ نوازی کی، بڑا احساں کیا تم نے
جو بھولے سے بھی ہم بھولے ہوؤں کو یاد کر ڈالا
دیا ایماں اور ایماں لائے تھے ہم جن پر اُن کو بھی
ہمیں تو آپ نے آباد ہی آباد کر ڈالا
نظر کیا مل گئی غوثی کو وارفتہ کیا تم نے
میں صدقے آنکھوں آنکھوں ہی میں کیا ارشاد کر ڈالا

غ

خودی میں کیسی کو ٹٹولا کرو تم
یہی آنکھ والوں سے پوچھا کرو تم
یہاں آ گئے "آ گئے کیسے؟ کیا ہو؟
کبھی خود کو بھی دیکھا بھالا کرو تم
یہ صورت ہی کیا؟ کس نے صورت بنائی
ذرا آپ اپنے میں سوچا کرو تم
یہ کیا نحن اقرب کا ہے جان میں جلوہ؟
کبھی آنکھ اٹھا کر تو دیکھا کرو تم
نہیں تم ہو وہ اور وہ تم نہیں ہو
مگر اُن کو اپنے میں پایا کرو تم
یہاں کون پھر آئیگا "آ گئے" بس
وہاں جانے کا آج سودا کرو تم
جسے تم سمجھتے ہو۔ وہ وہ ہی کب ہے
کوئی اُس سے ظاہر ہے دیکھا کرو تم
گدا اور شہ اک نہیں ایک سے ہیں
حقیقت کو ہر اک کی سمجھا کرو تم
فقط لن ترانی سے مایوس کیوں ہو
ذرا اینما کا تماشا کرو تم
کسی آنکھ والے سے بینائی لیکر
حقیقت کا ہر جا نظارا کرو تم

یہ عالم ہے کیا؟ سینما یار کا ہے — میاں نور کو اس میں دیکھا کرو تم
تم انہیں ہو بیشک وہ تم میں ہی لیکن — کھرے اور کھوٹے کو پرکھا کرو تم
پھر اپنی ہی صورت میں دیکھو گے لیکن
انھیں شکلِ غوثی میں دیکھا کرو تم

ع

میں نہیں کہتا اُسے دیکھا نہیں — کونسی جا ہے جہاں مولا نہیں
ہم میں اپنا کچھ نہیں انکا ہے سب — کیا بتائیں ہم میں کیا ہے کیا نہیں
ہوں نہیں ایسا، بتاتا ہوں انھیں — بولے وہ بھی تجھ میں کچھ تیرا نہیں
دیدۂ دل کھول، پھر دیکھ اسکو تو — کون ہے بندے میں گر مولا نہیں
آنکھ والے سے نظر، دیکھ اُسے — دیدہ نادیدہ ہے، یہ دیدا نہیں
صورتِ بندہ سے مولا ہے عیاں — گرچہ بندہ، بندہ ہے مولا نہیں
دیکھ عابد ہر طرف ظاہر ہیں وہ — تجھ کو ظالم دیدۂ بینا نہیں
پالیا مولا کو بندہ میں کہیں — اب یہ وہ بندہ ہے، وہ بندا نہیں
لَن ترانِی مَن رَانِی ہے یہاں — کہتے ہیں وہ دیکھ اگر دیکھا نہیں
خود کو بھی دیکھا تو پایا تجھ کو ہی — اب یہاں مولا ہی ہے بندا نہیں
قال اپنا ہے جو کچھ وہ حال ہے — پھر نہ کہنا ہم کو جتلایا نہیں
اشتیاقِ دید کچھ پوچھو نہ تم — دیکھ کر کہتا ہوں پھر دیکھا نہیں

شاہِ شاہِ دیں کے صدقے سے ہیں ہم — شاہ و غیرِ شاہ کی پروا نہیں
کہتے ہیں تو ہو مرا تیرا ہوں میں — تو نہیں میرا تو میں تیرا نہیں

رہتے ہیں ہر شئے میں جب وہ ہر جگہ
صورتِ غوثی میں کیا مولا نہیں

غ

بے نشاں اور با نشاں ہوں میں — کہیں باطن کہیں عیاں ہوں میں
میں یہاں بھی ہوں اور وہاں ہوں میں — دونوں عالم میں بیگماں ہوں میں
میں ہی ہوں ما و تو کے پردے میں — کہیں ظاہر کہیں عیاں ہوں میں
دونوں عالم تجلیاں ہیں مری — نئے عالم میں ہر زماں ہوں میں
کہیں زندہ ہوں صورتِ معشوق — کہیں عاشق ہوں ہم جاں ہوں میں
کہیں ظاہر ہوں عشق کی صورت — کہیں ارمانِ عاشقاں ہوں میں

سب ہے مجھ میں وہ ہوں بشر غوثی
بوالعجب طرفہ چیستاں ہوں میں

غ

میں دنگ ہوں اپنے میں حیرت اسے کہتے ہیں
پاتا ہوں جہاں خود میں وحدت اسے کہتے ہیں

کر جمع تو تنزیہ و تشبیہ کو اے صوفی
بتلاؤں میں پھر تجھ کو حجّت اسے کہتے ہیں

ہیں دونوں جہاں میں ہوں، ہیں دونوں جہاں مجھ میں
وحدت اسے کہتے ہیں، کثرت اسے کہتے ہیں

ہے عین نہ خود ظاہر ہے غیر نہ خود قایم
ہم اس کو سمجھتے ہیں، حکمت اسے کہتے ہیں

ہیں جمع میں ہم اور پھر ہیں جمع سے خالی ہم
جلوت اسے کہتے ہیں، خلوت اسے کہتے ہیں

قطرہ کہیں دریا ہے، دریا کہیں قطرہ ہے
جو راز سمجھتے ہیں، قدرت اسے کہتے ہیں

مدہوشی میں لا کی ہم غوثیؔ بہت اچھے تھے
کیا بندہ بنایا ہے الفت اسے کہتے ہیں

غ

ہم اپنے کو آنکھوں پہ ہر دیکھتے ہیں — ہمیں ہیں، ہمیں ہیں، جدھر دیکھتے ہیں
شجر میں، حجر میں، ملک میں، بشر میں — ہم اپنے ہی کو جلوہ گر دیکھتے ہیں
مشاہد ہیں رخسار و گیسو کے اپنے — یہی رنگ شام و سحر دیکھتے ہیں
ہمیں کھیل ہے موت کیا، زندگی کیا — یہ دونوں کو ہم اپنے گھر دیکھتے ہیں

خودی کو خدا کا کیا آئینہ ہے — خودی میں خدا کا گزر دیکھتے ہیں
ہمیں شکلِ با چوں ہمیں رنگِ بےچوں — ہم اک آن میں دو نظر دیکھتے ہیں
جو کھو کر خودی اپنی خود بیں ہوئے ہیں — کہاں غیر کو اک نظر دیکھتے ہیں
نظر ہیں نظر میں نظر ہیں نظر ہیں — اِدھر دیکھتے ہیں اُدھر دیکھتے ہیں

معمہ ہیں ہم کیا کہیں خود کو غوثی
خدا جس میں ہے وہ بشر دیکھتے ہیں

غ

یار اپنی شکل میں ہے ہم ہیں شکلِ یار میں
یاں بھی ہم دیدار میں ہیں واں بھی ہم دیدار میں

اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ کا رہے نشہ جسے
دار پر سو بار لٹکے لذتِ دیدار میں

تو سلامت ساقیا آباد تیرا میکدہ
کر دیا خود سا مجھے اک ساغرِ سرشار میں

پاس ہے وہ نَحْنُ اَقْرَب کہکے دیکھو کسقدر
دُور ہے عالم ہی اس سے اک غلط پندار میں

وہم کا اپنے ذرا پردہ اٹھا کر دیکھئے
یار ہی ظاہر ہوا ہے صورتِ اغیار میں

خرّ موسیٰ اور مازاغ البصر کچھ اور ہے
جس کی جیسی دید ویسا حوصلہ ابصار میں

اب تو ہم ہر آن غوثیؔ رہتے ہیں دو شان میں
محوِ حق میں صحوِ شکلِ احمدِ مختار میں

ع

مری ذات تجھ سے ہے اے خدا تو جدا نہیں میں جدا نہیں
میں ظہور ہوں تری ذات کا، تو جدا نہیں میں جدا نہیں

تو ہی اصل ہے، تو ہی فرع ہے، تو ہی تخم ہے تو ہی ہے شجر
تو ہے دو جہاں میں ہر ایک جا، تو جدا نہیں میں جدا نہیں

کہیں تو بطون سے ہے عیاں، کہیں تو عیاں میں ہے خود نہاں
کہیں تو ہی تجھ میں ہے ظاہرا تو جدا نہیں میں جدا نہیں

مرا شخص تو ترا شخص میں، مرا عکس تو ترا عکس میں
نہ تو دوسرا نہ میں دوسرا، تو جدا نہیں میں جدا نہیں

مَیں خدا نہیں، میں خدا نہیں یہ کبھی مَیں تجھ سے جدا نہیں
تو ہی جانتا ہے کہ ہوں مَیں کیا، تو جدا نہیں مَیں جدا نہیں

مری بود تجھ سے ہے ظاہرا تری ذات مجھ سے ہے ظاہرا
میں ہوں سِر ترا تو ہے سِر مرا، تو جدا نہیں مَیں جدا نہیں

مری شکل سے تو ہے جلوہ گر، ترا نور مجھ میں ہے سر بسر
مرے لب پہ ہے یہ تری صدا تو جدا نہیں میں جدا نہیں

کہا جب کہ میں تو ہے بات کیا، کہا ہے یہ جھگڑا بطون کا
تو ذرا یہ وہم دوئی مٹا، تو جدا نہیں ہیں جدا نہیں

تری ذات کی نہیں ابتدا، تری ہستی کی نہیں انتہا
ترے بھید کا ہے یہی پتا تو جدا نہیں میں جدا نہیں

جو فنا ہوا تری ذات میں تو نہ پایا غیر کے دخل کو
وہیں بے خودی میں یہ کہہ اٹھا تو جدا نہیں میں جدا نہیں

ترا نور سارے جہاں میں ہے ترا جلوہ کون و مکاں میں ہے
تو ہی شکل غوثیؔ میں ہے چھپا تو جدا نہیں میں جدا نہیں

غ

ظہورِ رب ہوں نورِ مصطفےٰ ہوں تعالی اللہ عجب میں حق نما ہوں
ذرا اپنی خودی تم کھو کے دیکھو خدا کہتا ہے، بندے میں خدا ہوں
میں اُس سے دیکھتا ہوں اُس سے سنتا الگ ہے وہ نہ میں اُس سے جدا ہوں
تماشا ہوں، تماشائی ہوں اپنا میں ہی جلوہ، میں ہی جلوہ نما ہوں
نشانِ بے نشاں دونوں میں ہی ہوں میں پھر ان دو نشانوں سے سوا ہوں
وہ ہے مجھ میں عجب بندہ ہوں غوثیؔ خدا خود کہہ رہا ہے میں خدا ہوں

غ

حقیقت جلوہ گر مجھ میں ہے وہ رمزِ حقیقت ہوں
معمّہ ہوں میں اک بے صورتی کا نقشِ صورت ہوں

حقیقت میں جو کچھ ہے عبد میں مولا کا جلوہ ہے
نمایاں مجھ سے وحدت ہے اگرچہ رنگِ کثرت ہوں

کہیں ہوں مستِ میخانہ کہیں ہوں طالبِ مولا
کہیں پیرِ مغاں ہوں اور کہیں شیخِ طریقت ہوں

حقیقت میں جو کچھ ہوں ہوں خدا ہوں اور نہ بندہ ہوں
نرالی شان ہے میری مَیں وہ مرآۃِ حیرت ہوں

نہیں ہوں مَیں مگر مجھ سے ہی پھر سب کچھ ہویدا ہے
نمائش ذات کی کرتا ہوں اپنی اک حقیقت ہوں

جو کچھ بھی مجھ میں ہے غوثی وہ سب ساماں اُسی کا ہے
اُسی کی دید کی لذت میں ہوں محوِ عبادت ہوں

غ

نور ہو جا شمعِ روئے یار کا پروانہ بن — گر تجھے بننا ہو کچھ تو عقل کھو دیوانہ بن
سُرمۂ اہلِ نظر بن، ہو کسی کی خاکِ پا — مست بننا ہو تو چشمِ مست کا مستانہ بن
گر تجھے بننا ہو کچھ تو ہیچ بن اور کچھ نہ بن — کیا کہوں پھر تجھ کو مَیں کیا کیا تو بن کیا کیا نہ بن

گرچہ دانا ہے تو دانایانِ عالم میں مگر
راہِ میں دلدار کی نادان بن دانا نہ بن

ایک ہے سب میں تو سب ہیں ایک میں پاؤ نظر کو
ڈال دے حیرت میں سب کو اور تو حیرت خانہ بن

ڈھونڈھ ہی جنکی انھیں کے ہی تو کاشانہ میں ہے
بے خبر ہشیار ہو اب ان کا تو کاشانہ بن

دیکھ پھر اسکے یگانہ بن کے جلوے آپ میں
یار سے ہو جا یگانہ آپ سے بیگانہ بن

ساکنانِ کوئے جاناں پر ہو قرباں جان سے
شاہ بننا ہو غلامِ نرگسِ مستانہ بن

راز آبادی کا تیری بربادی میں ہے
نیستی لے پھر تو مرآتِ رُخِ جانانہ بن

پھر شرابِ ہستیٔ دلدار کی مستی میں رہ
رُوح سے خُم دل سے شیشہ جسم سے پیمانہ بن

بن کے پیمانہ سے شیشہ پھر تو شیشہ سے ہو خُم
خُم سے پھر ہو خُمکدہ پھر ساقیٔ خمخانہ بن

دید کرنا ہو تو روئے یار کا آئینہ ہو
صدقے ہونا ہو تو انکے گیسوؤں کا شانہ بن

گر تجھے بننا ہو غوثیؔ کچھ نہ بن معلوم بن
وہ بنائیں جب تو پھر تو جانِ جانانہ بن

غ

جسے ہر بشر نہ سمجھ سکے وہ طلسمِ پردۂ راز ہوں
ہوں بہ شکلِ بندہ اگرچہ میں پسِ پردہ بندہ نواز ہوں

میں کسے بتاؤں کہ کیا ہوں میں کسے کہوں کہ میں کون ہوں
کسی مبتلا کا نیاز ہوں کسی خود نما کا میں ناز ہوں

مرا رمز اور جہاں ہی ہے، مرا رنگ اور جہاں میں ہے
وہ میں آئینہ ہوں کمال کا کہ ظہورِ آئینہ ساز ہوں

کہیں ہو میں بلبل خوش نوا کہیں ہو میں قمری غمزدہ
کہیں نغمہ اور سرور ہوں کہیں سوز ہوں کہیں ساز ہوں

کسی خوش ادا کا خرام ہوں کسی دلربا کا غرور ہوں
کسی دل کا ذوق و سرور ہوں کسی دل کا سوز و گداز ہوں

مری ہستی کا کروں کیا بیاں کہ ہے دنگ عقل و خرد وہاں
کہ تماشا ہوں نہیں ہو کے کچھ وہ طلسم شعبدہ باز ہوں

وہ ہوں حسنِ صاف کا آئینہ جو نگاہ ڈالے وہ دنگ ہو
ہیں جہاں پھنسے یہ جہاں کے دل وہ کسی کی زلف دراز ہوں

یہ سہی کہ ہیچ ہی ہیچ ہوں میں کچھ اور ہوں میں کچھ اور ہوں
کہ نہاں ہیں جس میں حقیقتیں وہ عجیب رنگِ مجاز ہوں

مجھے کس نے مارا یہ کیا ہوا کہ میں غوثی خود سے گذر گیا
تو نگہ کسی کی یہ بول اٹھی کہ وہی میں فتنہ طراز ہوں

ع

دیوانۂ روئے یار بھی ہوں میں حسنِ رخِ دلدار بھی ہوں
مے اپنی خودی کی پیتا ہوں مخمور بھی ہوں خمار بھی ہوں

آزاد جہاں کے دام سے ہوں، ہاں قیدیِ زلفِ جاناں ہوں
میں نقشِ طلسمِ حیرت ہوں، مجبور بھی ہوں مختار بھی ہوں

میں مستِ شرابِ وحدت ہوں، میں شاہدِ رنگِ کثرت ہوں
احوال نہ کچھ پوچھو میرے بیخود بھی ہوں اور ہشیار بھی ہوں

میں شخص بھی ہوں، میں عکس بھی ہوں آئینہ ہوں، آئینہ بیں میں ہوں
میں محوِ لقائے یار بھی ہوں، اور آپ ہی روئے یار بھی ہوں

کچھ اور ہوں میں، کچھ اور ہوں میں، ہر طور میں اک طور ہوں میں
حیرت کا عجب میں معمہ ہوں غوثیؔ بھی ہوں شکلِ یار بھی ہوں

غ

مَیں خود کو ڈھونڈھتا ہوں وہ ہاتھ آ رہے ہیں
اب میری شکل سے وہ جلوہ دکھا رہے ہیں

مَیں وہ نہیں ہوں ہرگز، وہ میں نہیں ہیں لیکن
وہ مجھ کو محو کر کے خود کو بتا رہے ہیں

مَیں اُن کا آئینہ ہوں، وہ میرا آئینہ ہیں
میں انھیں دکھا رہا ہوں، وہ مجھے دکھا رہے ہیں

رہتا ہوں انکے من میں، وہ میرے من کے من ہیں
اب تو وہی سراپا مجھ میں سما رہے ہیں

یُوں یَں نہیں رہا اب، اب وہ ہی یَں بنے ہیں
ہر آن اب وہ مجھ میں، یَں بن کے آرہے ہیں

اے واہ حضرتِ عشق اچھے ہیں یہ کرشمے
جتنا مجھے بگاڑا اتنا بنا رہے ہیں

ساقی کے ہاتھ سے ہم پی کر شرابِ وحدت
کچھ اور بن رہے ہیں، اپنے سے جا رہے ہیں

مئے میں کہاں تھی مستیٔ اتنی کہ مجھ کو کھوتی
اِن آنکھوں کے میں صدقے، بیخود بنا رہے ہیں

طالب سے لَن ترانی اُن کی چلی نہ آخر
کہہ کر وَلٰکِنِ انْظُرْ پردہ اٹھا رہے ہیں

یَں کیا بتاؤں غوثیؔ میں کیسا مٹ گیا ہوں
خود کو ٹٹولتا ہوں وہ ہاتھ آرہے ہیں

غ

آج وہ ساقی ہیں یَں میخوار ہوں ‏ بیخودی ہے مست ہوں سرشار ہوں
کیف یہ ہے یَں ہوں وہ اور وہ ہیں یَں ‏ گویا خود ساقی ہوں اور میخوار ہوں
دیکھتا ہوں خود کو بھی اب تو ہیں وہ ‏ ایسا محوِ جلوۂ دِلدار ہوں
جب ہوا خالی تو مجھ سے بھر گئے ‏ ہنس کے بولے میں جمالِ یار ہوں

وہ مرے پیشِ نظر ہیں مجھ میں ہیں — کس سے بولوں طالبِ دیدار ہوں
پاؤں پر ساقی کے رکھ دیتا ہوں سر — کس قدر مستی میں بھی ہشیار ہوں
آپ ہی بندے میں ہیں بندہ نواز — میں ہوں کیا اک بندۂ سرکار ہوں
شعبدہ ہوں سحر ہوں مشقِ نظر — کچھ ہوں ان کا گرمیٔ بازار ہوں
آپ بے پردہ ہیں جتنا میں حریص — دیکھتا ہوں طالبِ دیدار ہوں
اُن کا ہے وہ ہیں جو کچھ بھی مجھ میں ہے — کشتۂ تیرِ نگاہِ یار ہوں

حال کیا بتلاؤں میں غوثی کیسے
آئینہ ہوں آئینہ رخسار ہوں

غ

خدا موجود ہے اور ہم عدم ہیں — عدم کیا مظہرِ ذاتِ قدم ہیں
نہیں ہیں ہم وہ اور وہ ہم نہیں ہیں — تماشا ہے کہ پھر وہ ہم ہی ہم ہیں
نظر آتے نہیں گر ہو کے ظاہر — یہ جلوے کس کے پھر اے ذوالکرم ہیں
جو کھو کر خود کو پائے خود میں تجھ کو — الٰہی اب تو ایسے لوگ کم ہیں
ترا در چھوڑ کر جائیں کدھر ہم — جبیں ہے اور ترے نقشِ قدم ہیں
پئیں گے ہم ترے ہاتھوں سے ساقی — یہی ساغر ہمارے جامِ جم ہیں

وہی ظاہر وہی باطن ہے غوثی
نہیں جو چیز کچھ وہ چیز ہم ہیں

غ

نکل آئے وہ اپنے گھر ہی میں انداز تو دیکھو
چھپے ہم ہی میں آکر ہم سے کتنا ناز تو دیکھو

اگرچہ اور ہیں وہ اور ہیں ہم سچ ہے یہ لیکن
مری صورت میں آئے ایک ہو کر راز تو دیکھو

مٹا پروانہ بے سمجھی سے عاشق سب سمجھے کھو کر
رہا باقی نہ کچھ جانبازی جانباز تو دیکھو

ادھر خود سے چھٹے پہنچے اُدھر کوچے میں ہم لا کے
خدا کی شان ہے یہ رفعتِ پرواز تو دیکھو

ہمارے دیکھنے والے سبھی دیکھو ہم تمھیں میں ہیں
یہ کہتا ہے کسی کا دیدۂ غماز تو دیکھو

ہم اقرب تم سے ہیں یہ کہہ رہا ہے کون پردے سے
کہاں سے آرہی ہے چھپ کے یہ آواز تو دیکھو

غضب کیا مل گئیں آنکھیں گئے جی جاں سے ہم غوثی
کرشمے کرتی ہے کیا کیا نگاہِ ناز تو دیکھو

غ

مری فنا ہے بقا لا الٰہ الا اللہ
ہے مجھ میں نورِ خدا لا الٰہ الا اللہ

میں اس کا آئینہ ہوں وہ ہے آئینہ میرا
یہی ہے رازِ مرا لا الٰہ الا اللہ

میں ہی ہوں نورِ محمد جو ہیں رسول اللہ
میں ہوں ظہورِ خدا لا الٰہ الا اللہ

میں بندہ حق کا ہوں لیکن خدا نما بندہ
خدا ہے بندہ نما لا الٰہ الا اللہ

خدائی مجھ میں ہے ساری خدائی میں میں ہوں
عجب ہے بھید مرا لا الٰہ الا اللہ

خودی مٹی تو خود آیا خدا خودی میں نظر
ہمیں تھے اس سے جدا لا الٰہ الا اللہ

پڑھایا ہے مجھے اس طرح پیر نے کلمہ
کہ آپ خود ہیں بنا لا الٰہ الا اللہ

انا کو پلٹو انا ہی ہے ڈھونڈتے کیا ہو یہی ہے صاف بتا لا الٰہ الا اللہ

تمہیں ہیں وہ ہے خبر بھی ہے کچھ تمہیں غوثی
وہی ھو ہے انا لا الٰہ الا اللہ

غ

اک دم کوئی گر دیکھے وہ جلوۂ جانانہ مجھ سا بنے دیوانہ مجھ سا رہے مستانہ
حالت یہ مری زاہد ناداں تو ہنستا ہے کچھ تجھ پہ اگر گذرے بن جائیگا دیوانہ
مستی کا مرے عالم وہ ہے کہ میں ہی میں ہو یاں خویش پرستی ہے اپنا ہے نہ بیگانہ
مے ہے یہ خودی میری مستی مجھے خود سے ہے میں آپ ہی ساقی ہوں اور آپ ہی پیمانہ
گلزار میں میں گل ہوں گل میں ہوں میں بو ہو کو طوطی کا میں نغمہ ہوں بلبل کا ہوں افسانہ
ہر دم نئے جلوے ہیں دم سے مرے عالم میں ہر آن نئی میری ہر طور جداگانہ

شاہان جہاں میں میں سو شان سے ہوں غوثی
رکھتا ہوں فقیر دل میں سو رنگ فقیرانہ

غ

نظر میں بس گئی جب سے وہ شکل جان جاں اپنی نظر آتی ہے ہستی صاف یہ وہم و گماں اپنی
جہاں سب ڈھونڈتے ہیں ہم نہیں پاتے ہیں اپنے کو خدا جانے کہ ہستی چھپ گئی جا کر کہاں اپنی
وہ یا نام و نشاں یا وصف ہے نام و نشاں کے ہیں حقیقت میں تو نکلی ذات بے نام و نشاں اپنی
چھپے جتنا ہم اتنی انگلیاں اٹھیں طرف اپنی تماشا دیکھئے گھر گھر ہے اب تو داستاں اپنی

ہر اک عنوان سے ہر ایک لب پر ذکر ہے اپنا — عجب ہے باعث شہرت ہوئیں گمنامیاں اپنی
خلیفہ خلق کے ہم ہیں ہمیں مسجود ملک ٹھہرے — بحمد اللہ تماشا دیکھو یہاں اپنی وہاں اپنی
دل مجنوں میں ہے لیلیٰ بتاتا ہے وہ محمل کو — وہ کیا جانے جو بھولے راہ خود ہی کارواں اپنی
جسے ہم ڈھونڈھنے نکلے تھے آخر ہم ہی وہ نکلے — بڑی مدت میں آخر حل ہوئی یہ چیستاں اپنی

ہم اپنے آپ کو کیا کھوئے غوثی ہم ہی ہاتھ آئے
نظر آئی وہی صورت عیاں اپنی نہاں اپنی

ع

بے چونی کے اسرار کھلے چون و چناں سے — مدت ہوئی ہم ہائے گئے نام و نشاں سے
سمجھا ہے یقیں کو بھی گماں ایک زمانہ — ہم دیکھتے ہیں رنگ یقیں شکل گماں سے
اسرار کچھ اور ہی ہیں آتا ہے نہ جانا — یوں دیکھو تو جاتے ہیں وہاں آئے جہاں سے
ہیں واعظ و زاہد کو قیامت کے جھمیلے — سنتے تو ہیں چھوٹے فقط نقل مکاں سے
مانگی ہوئی ہے اپنی ہی نیکی کہ بدی ہو — ہم لائے تھے جو واں سے وہ لیجائینگے یاں سے

پائے انھیں ہم اپنے ہی میں جب تو یہ بولے
غوثی تمھیں معلوم ہوئی بات کہاں سے

ع

خود کا پردہ ہے تو خود خود کو ذرا دیکھ تو لے — خود کے پردے میں تم نے خود ہی خدا دیکھ تو لے
خود سے جو دور رہے حق سے بھی وہ دور رہے — اے وہ خود گمشدہ اس بات کو یا دیکھ تو لے

کچھ نہیں ہے بھی تو سب کچھ ہے تو ہی بات تو سن — آپ سے آپ ہی تو خود ہے خدا دیکھ تو لے
ہے خدا خود میں ترے اور تو خدا میں گم ہے — اے وہ مدہوش ذرا ہوش میں آ دیکھ تو لے
آپ اپنے کو جو جانا، وہ خدا کو جانا — شہِ لولاک کا ارشاد ہے کیا دیکھ تو لے
نَحنُ اَقرَب کا اگر بھید سمجھنا ہو تجھے — اپنی شہ رگ کی طرف دھیان لگا دیکھ تو لے
کر ریاضت نہ تو، اور بھوکوں نہ مر خود کو سمجھ — رازِ فِی اَنفُسِکُم یہ ہے یا دیکھ تو لے
گر خدا سے تجھے ملنا ہے تو خود سے مل لے — آپ اپنے کو ذرا آنکھ اٹھا دیکھ تو لے

نقدِ وقت آج ہے دیدار خدا کا غوثی
اپنی صورت کو تو آئینہ بنا دیکھ تو لے

ع

جو حسنِ یار ہم ٹھہرے کسی کا تذکرہ کیا ہے — ہم ہی مشہود ٹھہرے جب تماشہ غیر کا کیا ہے
بشر ہم ہیں، ملک ہم ہیں، یہاں ہم ہیں، وہاں ہم ہیں — ہمیں ہیں دوسرا میں، دوسرا میں، دوسرا کیا ہے
ہمیں ہیں آئینہ ہم عکس ہیں ہم شخص میں آپ ہی — ہمیں ہم ہیں، ہمیں ہم، عکس کیا ہے آئینہ کیا ہے
ہمیں ساقی، ہمیں میکش، ہمیں ساغر، ہمیں مینا — خودی کی مے کو پیتے ہیں شراب و میکدہ کیا ہے
خودی جس دم مٹی اپنی تو ہم میں نکلے وہ آخر — عدم آخر عدم ٹھہرا، تو پھر غیرِ خدا کیا ہے
ہمیں ساجد، ہمیں مسجود، ہم مشہود، ہم شاہد — ہماری ہی ضمیریں ہیں ھُوَ اَنتَ اَنَا کیا ہے

مزے لے قربتِ حق کے ہمیشہ مست رہ غوثی
وہ جب تجھ میں ہے ظالم پھر بتا اب جا بجا کیا ہے

غ

وہ تجھ سے جدا کب ہے تو ہی اُس سے جدا ہے
کر وہم دوئی دور ترے ساتھ خدا ہے

پھر کس سے ہے یہ حشر میں دیدار کا وعدہ
جب صورتِ اعیاں سے تو ہی جلوہ نما ہے

منصور ہی کیا گوشِ حقیقت ہو تو سن لو
ہر ذرہ سے اِس وقت انا الحق کی صدا ہے

مَیں کیا ہوں جو مَیں میں کہوں اے شاہِ حقیقت
جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے حقیقت مری کیا ہے

ایسا ہوں نفی ہے مرے اثبات میں اللہ
اثبات ہوں ایسا مرے اثبات میں لا ہے

جلوے ہیں بقا ہی کے سنو شکلِ فنا میں
کہتے ہیں فنا ہم جسے وہ عین بقا ہے

موجود کو معدوم سمجھتا ہے زمانہ
کیا اندھوں کی آنکھوں نے خدا ہائے جدا ہے

در پر ترے جھک جاتے ہیں خاطر تری ورنہ
عشاق کو کب سجدہ ترے در کا روا ہے

ہم اپنے ہی سے آپ ملے وصل میں غوثی
حیرت ہوئی آئینہ جب آگے سے ہٹا ہے

غ

مَیں حق کا ہوں حق ہے مرا مَیں حق کی حق موجود ہے
نہ وہ ہے الگ نہ میں ہوں جدا مَیں حق کی حق موجود ہے

دراصل مَیں یہ مَیں نہیں مَیں ہیں مری ہے اُسکی مَیں
مَیں وہ وہی مَیں دا سما مَیں حق کی حق موجود ہے

ہیں وہ نہیں دو، جان لو، ہے ایک ہی پہچان لو
پوشیدہ وہ ہیں بر ملا ہیں حق کی حق موجود ہے

اپنے کو جانو عاقلو، غافل حقیقت سے نہ ہو
فانی ہو تم، باقی خدا ہیں حق کی حق موجود ہے

اول بھی حق، آخر بھی حق، ظاہر بھی حق، باطن بھی حق
سب شانِ حق ہے مرحبا ہیں حق کی حق موجود ہے

ہر شکل میں ظاہر وہی، ہر چیز کا باطن وہی
کیا باطنًا کیا ظاہرا ہیں حق کی حق موجود ہے

اول بھی ہم کو مَیں نہ تھی، آخر بھی ہم کو میں نہیں
ہم کو نہیں ہے میں سدا ہیں حق کی حق موجود ہے

اپنی نہیں یہ مَیں سمجھ، اس مَیں کو حق کی مَیں سمجھ
حق کی ہے یہ ہر دم سدا ہیں حق کی حق موجود ہے

اول بھی ذاتِ حق کی مَیں آخر بھی حق ہی کی ہے میں
خود حق ہے مَیں، مَیں بولتا ہیں حق کی حق موجود ہے

اندھا ہے تو بینا ہے حق، گونگا ہے تو گویا ہے حق
تو کچھ نہیں سب ہے پیا، ہیں حق کی حق موجود ہے

ہم تم ہیں، وہ ہم تم نما، غوثی ہیں وہ غوثی نما
حق ہے یہ سب حق کی انا، ہیں حق کی حق موجود ہے

غ

بے چونی کے جلوے وہ با چون جُدا دیکھے
آنکھیں ہوں اگر روشن ہر شے میں خدا دیکھے

جو خود کو نہ دیکھا ہو وہ دیکھے گا کیا اُسکو
جو اُس کو نہ دیکھا ہو وہ آپکو کیا دیکھے

منصور کے معنیٰ تھے یہ شانِ انا الحق میں
خود خود ہی یہ مر جائے سولی کا مزا دیکھے

وہ دور ہے اُس سے جو اسکو جدا جانے
جو وصلِ خدا چاہے خود کو نہ جدا دیکھے

مولا کہیں بندہ ہے، بندہ کہیں مولا ہے
جو بھید سمجھتا ہو، وہ آنکھ اٹھا دیکھے

جو خود سے گذر جائے ہر جا وہ خدا پائے
کر دے جو فنا خود کو وہ رنگِ بقا دیکھے

دیکھے گا خدا کو وہ بے شک و گماں غوثی
جو اپنی ہی صورت کو آئینہ بنا دیکھے

غ

میں خود کو دیکھتا ہوں میں ہی تو سب جہاں ہے
جو میں ہوں تو عالم یہ خیال ہی گماں ہے

مجھے کوئی جانیگا کیا مجھے میں ہی جانتا ہوں
مری ہیں ہیں، میں ہوں دائم مرا لامکاں مکاں ہے

میں وجودِ دوسرا ہوں، میں نمودِ دو جہاں ہوں
میں نشانِ بے نشاں ہوں مرا بے نشاں نشاں ہے

میں ظہورِ نورِ حق ہوں میں شہودِ عبدیت ہوں
میں وہ ہوں کہ سرِ مولا مری ذات سے عیاں ہے

مرا جز مرے کوئی بھی نہ حجاب دوسرا ہے
مری ذات ہی عیاں ہے مری ذات ہی نہاں ہے

میں کیسے بتاؤں کیا ہوں میں خدا ہوں یا ہوں بندہ
کہ صفات عبد و رب کا مری ذات میں نشاں ہے
مری میں وہ میں نہیں ہے جو جہاں کہہ رہا ہے
مری میں وہ میں ہی جس سے یہ نمائشِ جہاں ہے
جو میں آپ کو بھلایا تو پھر آپ ہاتھ آیا
کسی اور کو نہ پایا یہ وصال کا بیاں ہے
مری میں کا راز غوثی کوئی مجھ سے آکے پوچھے
مری میں کی شان کیا ہے مری میں میں کیا نہاں ہے

غ

ہماری ہستی کا ذکر ہی کیا ذری بھی جسکو بقا نہیں ہے
نہ جان اپنی نہ جسم اپنا کہیں بھی اپنا پتا نہیں ہے
خدا کو بندہ کہو نہ ہرگز خدا یہ بندہ بنا نہیں ہے
نہ بندے کو تم خدا بناؤ کہ بندہ ہرگز خدا نہیں ہے
جو ہے ہے وہ ہے جو وہ ہے ہے ہے نہ حق ہے بندہ نہ بندہ حق ہے
جو یہ ہے یہ ہے جو وہ ہے وہ ہے اگرچہ یہ وہ جدا نہیں ہے
خدا ہے کیا یہ چیز کیا کہوں میں خدا کو کیا خدا کہوں میں
کہ چھوٹا منہ اور بات بالا یہ بات ہرگز روا نہیں ہے
ہے مفت حیران کیوں تو زاہد خدا کو کیوں کر چلا مقید
جدا خدا کو سمجھ نہ اندھے کہ عرش ہی پر خدا نہیں ہے

بیان غوثی ہو وصل کا کیا عجب حیرت کا ہے تماشہ
جو دیکھتا ہوں میں دو جہاں میں تو کوئی اسکے سوا نہیں ہے

غ

نظر میں ہر زماں آٹھوں پہر جاناں تو ہی تو ہے ہمارے سامنے آبادی کون و مکاں تو ہے
کریں کعبہ کو سجدہ کس لئے عاشق ترے ہوتے تجھے سجدہ کرینگے ہم ہمارے سامنے تو ہے
قسم تیری تو ہی ہے مجھ میں ترا پا نہیں ہوں میں ترا نقشہ تری سج دھج تری رنگت تری بو ہے
ہر اک صورت میں تری صورت ہے اسکی ہمتائی ہے ہمارا یار ہے ہمشکل زلفیں ہیں نہ گیسو ہے
تجھے ہم جانتے ہیں لاکھ پردوں میں چھپا تو کیا تو ہے ہر شان سے ہر جا ترا ہی جلوہ ہر سو ہے
جگر ہی دل ہی کچھ زخمی نہیں ہیں اے کماں انداز ترے تیروں سے چھلنی دیکھ یہ سینہ یہ پہلو ہے
بتا ہے کونسی شے ذات کی غوثی کی اے جاناں
ترا ہی جان پر قبضہ ترا ہی دل پہ قابو ہے

غ

یہ تو بتا میں کون ہوں یکتا ہے تو مانا سہی تو ہے مرا مولا سہی میں ہوں ترا بندہ سہی
ہر جا اکیلا تو ہے گر سب کا کہاں بتلا گذر لے دو کے اک ظاہر نہیں مانا تو ہے یکتا سہی
پوچھا میں اک کیسا ہے تو بولا کہ اک لاکھوں میں ہوں بے ایک کے ہیں لاکھوں کہاں گو ایک ہے تنہا سہی
اول بھی تو آخر بھی تو ظاہر بھی تو باطن بھی تو ہم کون جب تیرا ہی ہے ہر جا قدر عنقا سہی
ہم اول و آخر نہیں ہم باطن و ظاہر نہیں جب ہم ہر اک صورت نہیں تو سب ترا جلوہ سہی

خود اصل ہوں نہ ہوں فرع میں خود شخص ہوں نہ ہوں عکس میں
ہاں اصل تو، تو فرع میں، تو شخص ہے سایا سہی

میں کون ہوں، تو عین ہوں، میں کون ہوں جو غیر ہوں
غوثی وہی ہے جلوہ گر یہ پردہ کہ بے پردہ سہی

غ

آنکھ ایسی لڑا گیا کوئی
دل میں آنکھوں سے آ گیا کوئی

ہو گئے بیٹھے بیٹھے دیوانے
ہائے کیا جی لبھا گیا کوئی

کوئی نظروں کو اب نہیں بھاتا
اپنا نقشہ جما گیا کوئی

مجھ سے ایمان و دیں مرا لے کر
اُن کو خود دیں بتا گیا کوئی

باتوں باتوں میں چھٹ گئی خود سے
بات ایسی بتا گیا کوئی

چھپ کے سارے جہاں کی آنکھوں سے
میری آنکھوں میں آ گیا کوئی

کان میں جانے کیا کہا چپکے
مست و بیخود بنا گیا کوئی

کیسے دیکھوں؟ کسے؟ کہاں دیکھوں
اپنا جلوہ دکھا گیا کوئی

ہو گیا دو جہاں سے مستغنی
میرے جی میں سما گیا کوئی

کھو کے کچھ اور ہو گئے اب ہم
جام ایسا پلا گیا کوئی

پوچھا آخر وہ دلنواز تھا کون
نام غوثی بتا گیا کوئی

غ

مُجھ کو خود سے بھلا دیا کس نے — اُن کو خود میں دکھا دیا کس نے
مدّتوں تھے تلاش میں جس کی — کہہ کے کچھ "یہ" ملا دیا کس نے
خود سے چھوٹے، تو پا لیا اُس کو — یہ اِشارہ بتا دیا کس نے
آنکھ ملتے ہی آئے آنکھوں میں — اُن کو ایسا دکھا دیا کس نے
دل میں اُن کے سوا نہیں کوئی — ایسا دل میں بسا دیا کس نے
آنکھ پڑتی ہے جس طرف وہ ہیں — یوں نظر میں جما دیا کس نے
مجھ کو مجھ سے چھُڑا دیا دَم میں — جام ایسا پلا دیا کس نے
بھُول کر خود کو خوابِ غفلت میں — سو رہا تھا جگا دیا کس نے

آج کچھ اور ہی ہیں ہم غوثیؔ
ہم کو ہم سے ملا دیا کس نے

غ

جس میں تم رہتے ہو وہ دل ہے یہی — آپ کے رہنے کی منزل ہے یہی
جو تمھارے ہاتھ سے ہی قتل ہو — میری جاں دیکھو وہ بسمل ہے یہی
جب نگہ اُن کی نگاہوں سے ملی — بول اُٹھا دِل اپنا قاتل ہے یہی
آپ کی صورت بھی کیا صورت ہے یہ — جی میں رکھ لینے کے قابل ہے یہی
کہتے ہیں مقتل میں بتلا کر مجھے — خنجرِ ابرو کا گھایل ہے یہی

رہ گئے اک نقش ایسا مر مٹے
جان ہے تن ہے یہی دل ہے یہی
کون ہے غوثیؔ سا یوں ہونگے بہت
ہاں میاں اک مردِ کامل ہے یہی

غ

مَیں تو مَیں اصلاً نہیں یہ جلوہ افزا کون ہے؟ تم نہیں ہو گر تو پھر مجھ میں سراپا کون ہے؟
ہم تمھارا آئینہ ہیں، تم ہمارا آئینہ اب یہ میں کیسے کہوں کس کا تماشا کون ہے؟
ہم سے اچھا کون ہے؟ کیا پوچھتے ہو بارے تم سے اچھے ہو تمھیں ہاں تم سے اچھا کون ہے؟
سب میں رہتے ہو سراپا، اور پھر تم سب نہیں سب میں ہو کر ایک رہنا ایسا یکتا کون ہے؟
سب میں سب کے ویسے ہو کر سب کو دکھلاتے ہو تم تم کو دکھلائے کو تم جیسے ہو ویسا کون ہے؟
تم کو تم سے دیکھتے ہیں گرچہ ہر شے میں حضور پھر بھی تم جیسے ہو ویسا دیکھ سکتا کون ہے؟
ہم نہیں بھی تو ہو تم، اور تم نہیں تو ہم کہاں؟ تم سے ہی ہیں ہم نہیں تو ہم میں کیا تھا کون ہے؟
تم بھی ظاہر ہو تمھیں سے، ہم بھی ظاہر تم سے ہیں پھر چھپا کیا ہے الٰہی کس کا پردا کون ہے؟
لَن تَرانی گر نہیں گر اضطرابِ شوق کا ثَمَّ وَجہُ اللہ ہی کیا پھر منہ دکھاتا کون ہے؟
ایک ہیں وہ لاکھ میں چھپتے ہیں لاکھوں میں مگر جانتے ہیں یہ بھی ہم لاکھوں میں یکتا کون ہے؟

گرچہ غوثیؔ کچھ نہیں یہ بات ہے مانی ہوئی
پھر بھی جیسا کچھ ہے غوثیؔ ویسا سمجھا کون ہے؟

غ

رگِ جاں کھینچتا ہے ناز کیا ہے — ستم ہے آپ کا انداز کیا ہے
تمھاری دید جینا ہجر مرنا — ہمارا سوز کیا ہے ساز کیا ہے
تمھیں ہو سب مرا آغاز و انجام — مرا انجام کیا آغاز کیا ہے
عیاں ہم تم سے تم ہم سے عیاں ہو — ہمارا اور تمھارا راز کیا ہے
یہ کہتا ہے کہ ہم تم دو نہیں ہیں — کسی کا دیدۂ غماز کیا ہے
رگِ جاں تارِ طنبور ہے گویا — کسی کی چھیڑ ہے آواز کیا ہے
دکھاتے ہیں وہ اسکو جو نہیں کچھ — یہ جادو ہے کہ ہے اعجاز کیا ہے
نہیں ہونا ہی ہوجانا ہے سب کچھ — ہماری رفعتِ پرواز کیا ہے

تمھیں غوثی میں ہو مولا کہوں کیا
دمیدہ کون ہے دمساز کیا ہے

غ

تمھارے پاس تہ رگ کے قریں ہے — جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ یہیں ہے
شہودِ یار ایسا نقدِ دم ہے — ہمارا وہم تک بھی اب نہیں ہے
پتہ کیا پوچھتے ہو لامکاں کا — ارے وہ جان کا دل کا مکیں ہے
عیاں ہے تن سے دل سے اور جاں سے — عجب بے پردہ وہ پردہ نشیں ہے
جہاں تم ہو وہیں ہے وہ یہ سمجھو — نہ سمجھو تم کہیں اور وہ کہیں ہے

بتائیں کیا کہ کیا ہے وہ ہمارا
ہمارا تن ہے دل ہے جاں ہے دیں ہے

نہیں ہیں کچھ تو اک ہم ہی نہیں ہیں
مگر تم جس جگہ ہو کیا نہیں ہے

نہ چھوٹیں گے چھڑائے سے کسی کے
درِ جاناں ہے اور اپنی جبیں ہے

نکالے ڈھونڈھ کر اپنے میں اس کو
یہ ہمت آفریں صد آفریں ہے

ہر اک صورت سے کرتا ہے تماشہ
یہ کیسا حسن ہے کیا نازنیں ہے

میں صدقے کیا کہا غوثی نہیں کچھ
تمہیں سب کچھ ہو غوثی کچھ نہیں ہے

ع

لامکاں چھپ نہ سکا یار تمہارا ہم سے
اب تو ہر آن ملا کرتے ہو ہر جا ہم سے

چھپتے ہو سامنے کے سامنے کیا کیا ہم سے
واہ جی بھول بھلیاں کا تماشا ہم سے

دیکھنے والے تمہیں دیکھتے ہیں ہر شئے میں
اب یہ بتلاؤ کہاں چھپتے ہو کس جا ہم سے

بے حجابی نے کیا ہے تمہیں خود پردے میں
کوئی پوچھے تو کہی آپ کا پردا ہم سے

اوّل آخر ہو تمہیں ظاہر و باطن ہو تمہیں
لامکاں کہتے ہو کیوں اپنا ٹھکانا ہم سے

لَن تَرانِی نہ سنی آپ کے اربا زول نے
نہ چھپا آپ کا آخر کو تجلا ہم سے

اک زمانہ تھا اسے ڈھونڈھتے تھے ہم غوثی
اب تو اپنا ہی پتہ خود نہیں چلتا ہم سے

غ

یہ مکاں سے تا بہ لامکاں اُسی اک وجود کا خواب ہے
یہ ظہور دونوں جہان کا، رُخِ یار ہی کی نقاب ہے

کہوں کیسا بحرِ وجود ہے دو جہاں کی جس میں کہ بود ہے
کوئی قطرہ ہے، کوئی نقش ہے کوئی موج کوئی حباب ہے

ہے عجب چمن کا یہ رنگ ڈھنگ کہ آب کا تو ہے ایک رنگ
یہ ہزاروں قسم کے پھول ہیں کہیں سنبل اور گلاب ہے

یہ بقا مری، یہ فنا مری تری ذات سے ہے اے دلربا
تری ذات سے ہوں میں ظاہرا مری ہستی نقش برآب ہے

مرا عین تو ترا عین میں، نہ تو غیر ہے نہ میں اور ہوں
ع رے یار پردہ نہ مجھ سے کر مجھے کچھ نہ تجھ سے حجاب ہے

وہیں بیخودی میں بھلے تھے ہم کہ نہ اپنی ہستی کا ہوش تھا
نکل آئے یاں تو ہوا غضب، کہ خودی میں حال خراب ہے

کرو تم تلاوتِ ذات بس یہی کام غوثیؔ رکھو سدا
یہ قرآں ہے حق کے وجود کا یہ خدا کی خاص کتاب ہے

نظم

میں آئی سہیلی عدم کے نگر سے وجودِ حقیقی نے لایا مجھے

عدم میری ہستی، میں ہو کر نہیں تھی نہیں سے وہ ہے نے دکھایا مجھے

میں میت، میں جاہل، میں مضطر، میں عاجز
میں بہری، میں اندھی، میں گونگی ازل سے
وہ زندہ، وہ عالم، مرید اور قادر
وہ سنتا ہے، بینا ہے، گویا، میں صدقے

مرا مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے سہیلی وہی سر سے پا تک سنوارا مجھے
وہی تیری صورت سے ظاہر ہوا ہے یہ مرشد نے گرُ ہے بتایا مجھے
میں کیسے پیا کو یہ بھولوں سہیلی جو ہاتھوں سے اپنے بنایا مجھے
محمدؐ کی صورت سے جلوہ دکھا کر مرے مَن موہن نے لبھایا مجھے
خدا میرا سانچا، نبی میرا سانچا گرو بھی ملا ہے تو سانچا مجھے
مجھی میں خدا کو مجھی میں نبیؐ کو میں صدقے گرو کے دکھایا مجھے

اُسی سے اُسی کو میں پاتی ہوں غوثیؔ
عجب اُس نے جلوہ دکھایا مجھے

ع

تو اپنے وہم، ہستی سے نکل ہستی اُسی کی ہے تو اُسکے علم کا معلوم بن ہستی اُسی کی ہے
وہ ہر ذرہ کا خالق ہے وہ ہر ذرہ کا مالک ہے بلندی بھی اُسی کی، اور یہ پستی اُسی کی ہے
مرا مجھ میں بجز اک وہم ہستی کے نہیں کچھ بھی میں اپنی ذات سے خود نیست ہوں ہستی اُسی کی ہے

تو ناقص ہے وہ کامل ہے تو مردہ ہے وہ زندہ ہے
عدم ہے تو وہی آباد ہے بستی اسی کی ہے

شراب عشق و عرفاں پی کے ہر دم مست ہوں غوثیؔ
مجھے مستی جو رہتی ہے تو یہ مستی اسی کی ہے

طیّباتِ غوثی

کلامِ عشقیہ

غ

اللہ رے کیا آپ کا ہے حُسن بَلا کا
ہو گا نہ دو عالم میں تو اِس آن و ادا کا

دیکھے جو دمِ ذُبح اداُئیں تری قاتِل
ہو جائے قضا کو مِری اَرمان قضا کا

جو تیر ہے دل دوز ہے جو بات ہے دلچسپ
آتا ہے مزہ تیری جفا میں بھی ادا کا

حیران خدائی ہے تجھے دیکھ کے پیارے
لیتے ہیں جگر تھام کے سب نام خدا کا

ایک ایک ادا سے مٹے لاکھوں ہی فدا ہیں
کیا سیکھ لیا آپ نے بھی ڈھنگ جفا کا

خود جائیگی طاقت نہیں وہ آئینگے آپ ہی
اِحسان نہ لوں گا میں کبھی بادِ صبا کا

تھے دُور تو بے پردہ تھے پاس آئے تو محجوب
یہ سیکھ لیا تم نے چلن کس سے حیا کا

گو لاکھوں ہی پردوں میں دل اپنا یہ چھپایا
لیکن تری نظروں نے اُسے دور سے تاکا

برباد ہوئے ہم تری سہہ سہہ کے جفائیں
بھولے سے بھی تو نے نہ لیا نام وفا کا

غوثیؔ ہیں اُسی در ہی کا اک خاک نشیں ہوں
رتبہ ہے جہاں ایک سبھی شاہ و گدا کا

غ

ادا کا کشتہ جفا کا بسمل شہیدِ ابروئے نازنیں کا
جو میں نے حسرت سے جان دی ہے لہو بہاتا ہے آستیں کا

تڑپ ہے وہ اور وہ بیقراری کہ جان غمگیں جگر ہے پُر غم
تمھارے غم میں بہت ہے بیکل نہ حال پوچھو دلِ حزیں کا

خیالِ دنیا نہ ہوشِ ایماں، نہ فکرِ عقبیٰ نہ دیں کی پروا
بنا دیا عشق نے نکما، نہ اِس نے رکھا مجھے کہیں کا

جو اُسکی فرقت میں دل جلا ہے تو دل سے اٹھے دھوئیں ہیں ایسے
فلک جسے تم سمجھ رہے ہو دھواں ہے یہ آہِ آتشیں کا

ہم اپنی ہستی میں مر چکے ہیں، کہ مرنا جینا ہے کھیل ہم کو
مٹے نہ ہرگز نشاں ہمارا، مٹے نشاں آسماں زمیں کا

جو خون میں جوشِ عشق کا تھا مزے تھے الفت کے جو رگوں میں
بلائیں لینے لگا گلو کی، تڑپ کے خنجر بھی مہ جبیں کا

خدا ہی جانے یہ بات کیا ہے، کہ اُس پہ مرتا ہے سارا عالم
جگر کو لیتے ہیں تھام عاشق، جو نام آئے وہ دل نشیں کا

وہ قتل کر ڈالے جانے کیونکر کہ گر پڑا اُن کے پاؤں پہ سر
لہو کے قطروں نے میرے اُڑ کر مچا دیا شورِ آفریں کا

ابھی تو اچھے تھے آپ غوثیؔ، ابھی ابھی میں یہ ہو گیا کیا
جو ہو گئے سُست آپ اِکدم، خیال آیا کسی حسیں کا

غ

خالی تو نہ ہوتا کبھی میخانہ کسی کا
پھر کیا تھا جو بھر دیتا وہ پیمانہ کسی کا

ابرو کا نہ خنجر کا ادا کا نہ کسی کا
مارا ہوا ہے یہ دلِ دیوانہ کسی کا

تم درد سے رو دو گے بڑا درد بھرا ہی ۔ دیکھو نہ سُنو چھیڑ کے افسانہ کسی کا
ہاتھوں میں سبو لب پہ فغاں پاؤں میں لغزش ۔ کیا شورشِ مستی میں ہے مستانہ کسی کا
جلوے پہ ترے کرتے ہیں سجدہ تجھے بت بھی ۔ اب کعبہ ہوا ٹوٹ کے بتخانہ کسی کا
دِل ٹکڑے جگر چاک ہے اور جان پہ صدمہ ۔ کیا کیا نہ ستم ڈھاتا ہے یارانہ کسی کا
رکتا بھی ہے صدقے بھی ہے حسرت سے ہے تکتا ۔ کس دھوم سے جلتا ہے یہ پروانہ کسی کا

اُڑتی ہوئی کہہ اُن سے صبا حالتِ غوثیؔ
غم سے کہیں بے کل نہ ہو جانانہ کسی کا

غ

بیخود ہے کوئی اگر بو سونگھے اس گل کی ذرا ۔ مفتوں ہو جو دیکھے ادا مستانہ کاکل کی ذرا
ہاں تیری چشمِ مست کے مستانے ہیں ہم ساقیا ۔ ہم کچھ خبر رکھتے نہیں پیمانہ و مُل کی ذرا
مانا اثر ہوتا نہ کچھ پھر بھی طبیعت ہی تو ہے ۔ اے کاش سُن لیتا وہ گل فریادِ بلبل کی ذرا
بس دھوم ہاہو کی مچا دیتے ہیں ساقی جھوم کر ۔ ہاں مست سن لیتے ہیں جب آوازِ قلقل کی ذرا
سن کر مری آہ و فغاں اپنی گلی میں یوں کہا ۔ ہاں دیکھنا لینا خبر اس شورش و غل کی ذرا
آنے جنازے پر نہیں گر تم نہ آؤ ہاں مگر ۔ کچھ مہربانی سے کرو شرکت مرے قُل کی ذرا

ہم عشق میں اس یار کے غوثیؔ ہیں یوں کھوئے گئے
کچھ بھی نہیں ہم کو خبر اب جزو کی کُل کی ذرا

غ

مت ستا اتنا بت کافر مجھے بہر خدا
شاد کر پہلو میں اب آ کر مجھے بہر خدا

مسکرا کر وصل کی شب بول کہا وہ مست ناز
اب نہ چھونا آ گیا چکر مجھے بہر خدا

تیری چشم مست کا مستانہ ہوں میں ساقیا
مستیٔ الفت کا دے ساغر مجھے بہر خدا

جان کرتا نذر ہے کیوں اک بت بے رحم کو
چھوڑ دے اب اے دل مضطر مجھے بہر خدا

رات دن غوثی کے لب پہ ہے یہی پیارے صدا
منہ تو دکھلا اب دم آخر مجھے بہر خدا

غ

کلیجہ ہو گیا پانی وہ ہے زرد جگر میرا
بتاتا ہے یہ دل کا حال ہر اک اشک تر میرا

جنوں افسانہ گو اور بیکسی اب مرثیہ خواں ہے
سلاسل واقعہ گو تذکرہ ہے دار پر میرا

کسے ابرو چڑھا کر آپ مرنے سے ڈراتے ہیں
مرے سرکار یاں جینا ہے خود تلوار پر میرا

عجب حسرت ہے ابھی یاس اچھا وصل جاناں ہے
اُدھر بالیں پہ ہیں وہ دم نکلتا ہے ادھر میرا

مری حالت پہ اب اغیار تک ٹپکاتے ہیں آنسو
وہ غمگیں ہوں کہ غم کرتی ہے ہر اک چشم تر میرا

غضب کا شوق پابوسی ہے دیکھو ہو کے بسمل بھی
اچھل کر جا پڑا قاتل کے ہی پاؤں پہ سر میرا

بہت ہی اب مزے میں ہوں بڑی مستی میں کٹتی ہے
خدا کا شکر غوثی اُن کے دل میں ہے گذر میرا

غ

دریائے ہجر کا یہ کنارہ کب آئیگا — جاتی ہے جس پہ جان وہ پیارا کب آئیگا
ویراں ہے جس کے واسطے میرا دلِ حزیں — اللہ! وہ ہمارا دل آرا کب آئیگا
بے چین اک نگاہ میں جس نے کیا مجھے — وہ ماہ پارہ آنکھوں کا تارا کب آئیگا
تم ہم سے ہمکنار ہوں، ہم تم سے ہمکنار — پیارے! وہ دن ہمارا تمھارا کب آئیگا
اللہ کب یہ دل کی پریشانی جائے گی — آ کے مرے وہ زلف سنوارا کب آئیگا
آہٹ پہ کان، در پہ نگاہیں ہیں، لب پہ آہ — آرامِ جاں وہ دل کا سہارا کب آئیگا
کس دن قدم پہ یار کے ہوگا یہ سر مرا — وہ اوج پر الٰہی ستارا کب آئیگا
ہونٹوں پہ دم ہے آنکھیں ترستی ہیں دید کو — جواب نہ آیا پھر تو وہ پیارا کب آئیگا
آتا ہے کوئے یار سے جو پوچھتا ہوں میں — جس نے لیا ہے دل وہ دل آرا کب آئیگا
بے یار ہم کو عید کا دن غم کی شب ہوئی آج — ملنے گلے وہ یار ہمارا کب آئیگا

غوثی ہے اضطراب ہمیں، وہ کب آئینگے
اُن کو یہ رٹ ہے غوثی ہمارا کب آئیگا

غ

اِک جھلک دکھلا کے جادو دل وہ جاناں لے چلا — ہائے کیا ظالم ہمارا دین و ایماں لے چلا
کیا کہوں اُس دلربا کی دلربائی کیا کہوں — لیچلا پہلو سے دل اور دل سے ارماں لے چلا
وہ کششِ جذبِ محبت کی دکھائی عشق نے — لیچلا ارماں کو میں اور مجھ کو ارماں لے چلا

سر نکالے خارِ صحرائے بلا کیا دیکھنا | عشق میں جو تن جنوں سوئے بیاباں لے چلا
دیکھئے اس ناوک افگن کے ستم کو دیکھئے | چیر کر پہلو سے دل اور دل سے پیکاں لے چلا
دل جگر دونوں کے دونوں تیرے مجنوں ہو گئے | ایک حسرت لے چلا اک یاس و حرماں لے چلا

دل بچا کر تھام کر لائے تھے غوثیؔ یار سے
دل یہ پہلو میں تڑپ کر سوئے جاناں لے چلا

غ

پھیر کر منہ چھین کر دل وہ بتِ خود سر چلا | میں تڑپتا رہ گیا وہ کام اپنا کر چلا
قتل کرتے کرتے مجھ کو ہاتھ سے رکھدی چھری | ہائے کیا بیدرد ظالم نیم بسمل کر چلا
گر تو جاناں فتنہ گر ہے جان لیتا جا مری | دل لگا کر ساتھ میرے ہے کدھر دلبر چلا
کیا کہوں میں اس بتِ پرفن کی حالت کیا کہوں | دم لبوں پر ہے مرے اور وہ پری پیکر چلا
اک نظر اے شاہِ خوباں اپنے عاشق کی طرف | اس کو مت محروم اپنے در سے اے دلبر چلا

اب دمِ رخصت تو جاناں غوثیؔ بسمل سے مل
پھر ملے گا کب تو دلبر اب تو ہے یہ مر چلا

غ

بلا سے مبتلائے درد یا رنج و الم رہنا | وفا میں حضرتِ دل دیکھئے ثابت قدم رہنا
مٹا ڈالو وفا میں جتنا جی چاہے ہمیں لیکن | جتا دیتے ہیں یہ تم کو جفا میں تم نہ کم رہنا
جگر دل دونوں پر ارماں اب آتے ہیں شہادت کو | نگاہیں بن کے مقتل میں تری تیغِ دو دم رہنا

یہ مانا ہم نے ہر شئے پر نظر ہے آپ کی لیکن — اِدھر بھی حضرتِ باری کبھی چشمِ کرم رہنا
ہمارے دل میں یارب اُس بتِ ہرجائی کا گھر ہو — تمنّا ہے کہ کعبہ میں بھی اک بیت الصنم رہنا
مزہ الفت کا جب آئے کہ گم ہو جائیں دونوں ہی — رہے بس ہو ہی ہو باقی نہ تم رہنا نہ ہم رہنا
ہو کاغذ صاف دل کا اور سیاہی یاس و ارماں کی — مرے اشعار کو شاخِ محبت کا قلم رہنا

غلاموں میں فقط اس یار کے نام اپنا ہو غوثی
نہیں منظور ہم کو دولت و جاہ و حشم رہنا

ع

دل تمھیں دیتے ہیں لو جیب کے پہلو اپنا — کس طرح رکھتے ہو تم دیکھ لو قابو اپنا
ہم نہ جائیں گے کبھی چھوڑ کے کوچہ تیرا — لاکھ ڈھائے جو ستم کیشِ ستم تو اپنا
ماجرا غم کا تو آہوں سے ہے افشا لیکن — درد کا حال بتاتا ہے یہ آنسو اپنا
دستِ بسمل کا اشارہ ہے تڑپتے ہیں دم — وار اک اور چلا اُو بتِ خوشرو اپنا
جان و ایمان و دل و دیں دیدیا تجھ کو پیارے — کیا کیا تو نے یہ چلتا ہوا جادو اپنا
جب نظر تو نہیں آتا ہے تو درد و غم سے — ذکر رہتا ہے ترے ہجر میں ہُو ہُو اپنا
جان دیں گے ابھی عشاق پریشاں ہو کر — کھول کر تم نکل آؤ گے جو گیسو اپنا
کون سنتا ہے مرے دردِ جگر کا قصہ — حالِ دل میں جو سناؤں بھی کس کو یہ اپنا

نام تک کے مرے دشمن وہ ہوئے ہیں غوثی
ان سے کرتا ہے بیاں چھیڑ کے پھر تو اپنا

غ

نقاب چہرہ سے اے جانِ جاں اُٹھا دینا
لبوں پہ جان ہے صورت ذرا دکھا دینا

پسند تم کو ہے ملنا نہ کچھ دوا دینا
تو صدقہ حُسن کا کچھ درد ہی بڑھا دینا

لگا کے وار بڑھا دیتے ہو تڑپ دل کی
یہ تم نے سیکھا ہے کیا درد کی دوا دینا

جو دیکھی شکل مری ہو گیا وہ خود بیمار
مسیح بھول گیا درد کی دوا دینا

سنور کے آتے ہیں وہ گور میری ٹھکرانے
نشانِ گورِ غریباں کوئی بتا دینا

عزیزو مجھ کو کرو دفن اُسکے کوچہ میں
ہماری خاک ٹھکانے کہیں لگا دینا

جھلکے چلے ہیں مرے جانِ دل جگر پیارے
لگی ہے سینے میں آتش ذرا بجھا دینا

جو یوں نظر نہیں آتے تو خواب میں آؤ
ہمارے سوئے ہوئے بخت کو جگا دینا

صبا یہ کہدے کہ ہر جا ہیں حضرتِ غوثی
اگر وہ پوچھے مکاں لامکاں بتا دینا

غ

آنکھ لڑنے کا بہانہ ہو گیا
لے کے دل کوئی روانہ ہو گیا

جُن لہا ہے تنکے کوئے یار کے
آج دیوانہ سیانہ ہو گیا

انگلیوں سے لوگ بتلانے لگے
اب مرا گھر گھر فسانہ ہو گیا

روز ہیں تیرِ ستم اس پر بپا
دل نہیں غم کا نشانہ ہو گیا

پھنس گیا دل پڑ گئی جس کی نگاہ
زلف کیا ہے قید خانہ ہو گیا

آنکھ سے پردہ دوئی کا اُٹھ گیا — آج بیگانہ یگانہ ہو گیا
بیکسوں کی قبر پر دیکھو تو آج — ابرِ رحمت شامیانہ ہو گیا
دل نہیں ہے آج پہلو میں مرے — کون پہلو سے روانہ ہو گیا
اُس کے کوچہ میں لگا بستر مرا — کوچہ گردوں کا ٹھکانہ ہو گیا
مِنّتوں سے آئے وہ دلمیں مرے — آج روشن آشیانہ ہو گیا

چل بسے اب حضرتِ غوثی کہاں
مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا

غ

جو گیا اس کی گلی مارا گیا — ہو گیا مُردہ اگر عیسیٰ گیا
اُنکی زلفوں میں ٹٹولا دل جو میں — تو کہا کیا ڈھونڈتے ہو کیا گیا
جب کہا میں لُٹ گیا تو یوں کہا — کیا گیا کیسا گیا کیا کیا گیا
پھینک کر خنجر گلے سے لگ گیا — جانے کیا قاتل کے جی میں آگیا
ہاتھ چھاتی پر دھرے بیٹھا ہوں میں — ہائے کیسا غم کلیجہ کھا گیا
کہتے ہیں اس کو سرا اس واسطے — اس جہاں میں جو کوئی آیا گیا
دیدۂ دل دیکھتے کے دیکھتے — کیسا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
تنکے ہی چن چن کے بہلاتے تھے دل — اب تو وحشت سے بھی جی گھبرا گیا
پوچھتا پھرتا ہے مجنوں کو بکو — کیا اِدھر سے محملِ لیلیٰ گیا

تیر بھی ظالم کا ظالم تیر ہے — سیدھا نکلا سینہ میں ترچھا گیا
کون غوثیؔ کو نہیں پہچانتا
جس کا لوہا ہند تک مانا گیا

غ

میری اُلفت کا اثر اُن کو ہوا میرے بعد — دیکھ کر روئے وہ خالی مری جا میرے بعد
ہاتھ ملتے رہو گے کر کے جفا میرے بعد — خوں رولائیگی تمھیں میری وفا میرے بعد
نہ ملیگا تمھیں ہرگز مری تربت کا نشاں — ٹھوکریں کھائے گی پھر باد صبا میرے بعد
پائے نازک میں کہیں چوٹ نہ آئے پیارے — میرے مرقد پہ تو ٹھوکر نہ لگا میرے بعد
وہی برباد ہوں تم نے جسے برباد کیا — پوچھتے پھرتے ہو پھر کس کا پتا میرے بعد
دور سے دیکھ لے حسرت بھری تربت میری — نہ مری قبر پہ تو پھول چڑھا میرے بعد
میں وہ ہوں کشتۂ حسرت کہ مری حسرت پر — غم مرا کرتی ہے رو رو کے قضا میرے بعد
مرگیا حسرتِ دیدار میں غوثیؔ افسوس
شور آفاق میں ہر سو یہ مچا میرے بعد

غ

دیوار کے اطراف پھرے یار کی خاطر — پتھر کے بھی بوسے لئے دلدار کی خاطر
دل جان کئے ابرو و مژگاں پہ تصدق — خنجر کی کبھی کی، کبھی تلوار کی خاطر
سجدے کئے در کے ترے چوکھٹ کبھی چومی — کیا کیا نہ کیا ہے ترے دیدار کی خاطر

پھر حال بتائیں تمہیں ہم قلب و جگر کا
دو ایک قدم آؤ تو بیمار کی خاطر

دل فرشِ قدم جان کریں بات یہ قرباں
رفتار کی خاطر کبھی گفتار کی خاطر

اک دل ہی نہیں جان بھی ایمان بھی دیں بھی
حاضر ہے یہ سب خاطرِ دلدار کی خاطر

جلنے دو دلِ پُر غم کو بھلا کیا دلِ بے غم
غمخوار کیا کرتے ہیں غمخوار کی خاطر

کیا حال کہیں لذتِ دیدار کا غوثی
کھوئے گئے ہم ہستیٔ دلدار کی خاطر

ع

نذر دی جان ہوا بیٹھ جو ہم یار کے پاس
اور پھر وار کے دل رکھ دیا تلوار کے پاس

منہ ترا دیکھ کے گھبراتی ہے شاید قاتل!
موت آتی نہیں جو بسملِ بیزار کے پاس

عشق بازی کی ہوس ہے تو چڑھے سولی پر
آ کے منصور نے آواز یہ دی دار کے پاس

صدقے ہو ہو کے قضا روتی ہے خود لاشہ پر
ایک حسرت ہے ترے کشتۂ دیدار کے پاس

کیا جگہ دوں تمہیں دل ہی تو ہے غم سے مملو
اور جگہ دوسری بھی تو نہیں نادار کے پاس

ہاتھ اٹھے جو ادھر قتل کو قاتل کا مرے
سر جھکا دوں میں ادھر خنجرِ خونخوار کے پاس

ہے یہ جی میں کروں چندن ترے در کی مٹی
مار کر بیٹھوں میں آسن تری دیوار کے پاس

وہ تو کیا ان کی بلا بھی نہیں آتی یاں تک
آ کے جاتا ہے زمانہ دلِ بیمار کے پاس

مجھ سے پُر عیب کو رسوا نہ کیا دیکھو تو
عیب ڈھک جاتے ہیں کیا کیا ترے ستار کے پاس

منہ ترا تکتا ہوں میں اب اے شفاعت رحمت
اک یہ امید ہے بس تیرے گنہگار کے پاس

جانتا ہے تو میں کس در کا گدا ہوں غوثیؔ
ہاتھ پھیلاتے ہیں سب شہ مرے سرکار کے پاس

ع

ہے منظور اب تو مرگِ ناگہاں تک — ستم کوئی سہے آخر کہاں تک
نکالا ڈھونڈھ کر ایسے کو ہم نے — کہ منہ میں رکھتے ہیں سب انگلیاں تک
مرے دل میں بھی ہیں ارمان کیا کیا — ذرا آکر تو دیکھو آشیاں تک
مرے غم کی کوئی حد ہی نہیں ہے — جو بتلا دوں کہ اتنا ہے یہاں تک
یہ ہے گورِ غریباں دیکھ جاؤ — ذرا تو دو قدم آؤ یہاں تک
نہ مانا تم نے دل چھیڑا ہی آخر — ہوا افشا یہ تو رازِ نہاں تک
اثر اُن کو ہوا کچھ بھی نہ آخر — دکھانے کو سُنی تو داستاں تک
بڑی حسرت ہے میں نے جان دی ہے — یہ شہرت ہے زمیں سے آسماں تک
جو گھبراتا ہوں دیتا ہوں دعائیں — شکایت آ نہیں سکتی زباں تک
تعجب ہے ہنسی آتی ہے اُن کو — مری حالت پہ روتا ہے جہاں تک

خبر سُن کر مرے مرنے کی بولے
ارے ہے ہے گئی غوثیؔ کی جاں تک

ع

کر خوفِ خدا اب تو اتنا نہ ستا ظالم — کب تک سہیں آخر ہم یہ جور و جفا ظالم

ہاں دل کو دکھانے سے اب ہاتھ اٹھا ظالم
ہم منتیں کرتے ہیں، کر اتنی دیا ظالم

دل دیدیا جاں دیدی دیں دیدیا ایماں بھی
میں تیری محبت میں برباد ہوا ظالم

دنیا کی نہیں خواہش مطلب نہیں عقبیٰ سے
میں عشق میں تیرے ہوں دیوانہ بنا ظالم

منظور نہیں تجھ کو جینا یہ مرا اچھا
لے سر کو جھکاتا ہوں تو وار چلا ظالم

اب دیکھئے کیا کیا ہو کٹتے ہیں گلے کتنے
بدلا ہوا بیٹھا ہے غصہ میں بھرا ظالم

معشوق مرا غوثی بھولا ہے زمانے کا
یاروں نے یونہی اسکا ہے نام رکھا ظالم

غ

کسی کے عشق میں بیکل ہوا اتنا تلملاتا ہوں
کسی پہلو نہیں آرام ہر دم جاں کھپاتا ہوں

کبھی حیراں ہوں مضطر ہوں کبھی سکتہ ہوں ششدر ہوں
مریض عشق ہوں ہر دم نئے صدمے اٹھاتا ہوں

سنا لو آج جتنا جی میں آئے آپکے صاحب
خدا کے سامنے کل دیکھنا فریاد جاتا ہوں

فراق یار میں رو رو کے کر لیتا ہوں دل ٹھنڈا
میں اپنے آنسوؤں سے آتش فرقت بجھاتا ہوں

نہیں آثار ایسی زندگی کے اب نظر آتے
غذا کے بدلے میں غوثی غم دلدار کھاتا ہوں

غ

قاتل جو نہ لپٹے تو میں شمشیر سے لپٹوں
چوموں کبھی خنجر کو کبھی تیر سے لپٹوں

آغوش کھلے بکھرے ہوئے بال سے آجا
کب تک تری تصویر سے تحریر سے لپٹوں

اسباب تو ملنے کے نظر کچھ نہیں آتے
لپٹوں ترے سینہ سے تو تقدیر سے لپٹوں

ملنے کی عدو ان کو اجازت نہیں دیتے
اللہ کرے میں اس بتِ بے پیر سے لپٹوں

گر عید کے حیلے ہی میں غوثی وہ نظر آئے
سو پیار سے اس چاند سی تصویر سے لپٹوں

ع

مر رہا ہوں میں خیالِ یار میں
حسن میں ہیں سو دلِ بیمار میں

سادگی پر اُنکی مرتا ہے جہاں
ڈھیر ہے لاشوں کے سب بازار میں

کر دیا ہے چھلنی کلیجے کو تمام
برچھیاں ہیں کیا نگاہِ یار میں

میرے نالوں نے جلایا سب چمن
خار تک باقی نہیں گلزار میں

اُڑ کے سر قاتل کے قدموں پر گرا
پھل لگا حسرت کا نخلِ دار میں

زندگی ہے ایک میں ایک میں موت ہے
فرق ہے اقبال میں انکار میں

ایک دم میں سینکڑوں گھائل ہوئے
کتنی چھریاں ہیں نگاہِ یار میں

گور پر حسرت برستی ہے مری
مر گیا ہوں حسرتِ دیدار میں

اُن کا گھر آئینہ خانہ ہو گیا
لگ گئے دل سب در و دیوار میں

کھد رہی ہے قبر تلوار دنسے آج
دفن غوثی کا ہے کوئے یار میں

غ

وہ کس کس ڈھنگ سے صورت دکھاتے ہیں چھپاتے ہیں
مجھے ہر طرح سے اپنا وہ دیوانہ بناتے ہیں

مزہ یہ وصل کی شب دل لگی میں خوب آتا ہے
جلاتے شمع ہیں، ہم مُسکرا کر وہ بجھاتے ہیں

ستم کا اور جفا کا حال کیا کیجے بیاں اُن کے
جلاتے مارتے ہیں، مارتے ہیں پھر جلاتے ہیں

تماشہ بسمل و قاتل کا ہے یہ دید کے قابل
اِدھر ہم لوٹتے ہیں اور اُدھر وہ مسکراتے ہیں

بڑی آفت میں رہتے ہیں، شبِ فرقت میں ہم بیکل
سسکتے ہیں تڑپتے، لوٹتے ہیں، تلملاتے ہیں

غضب ہے وصل کی شب رُوٹھنا دونوں حریفوں کا
کبھی دِل کو مناتے ہیں، کبھی اُن کو مناتے ہیں

خیال ایسا ہے، خوں گرنے کا ہم کو ہو کے بسمل بھی
تڑپ کر ہاتھ سے قاتل کے دامن کو بچاتے ہیں

ہجومِ حسرت و یاس و تمنّا لے کے جان و دل
شہادت کو یہ وہ ارماں بھرے دِلواتے جاتے ہیں

ارنے جانے بھی دو غوثیؔ! تم اپنی جان کی دیکھو
کسی کے واسطے کیا آپ اپنے جی سے جاتے ہیں

غ

وہ رکھکر حلق پر یوں خنجرِ خونخوار کہتے ہیں
سُنا ہے تم ہو مرنے کے لئے تیار کہتے ہیں
نظر آتا نہیں جو دردِ پنہاں تو وہ کہتے ہیں
بہت اچھے رہیں یہ ان کو بھلا بیمار کہتے ہیں
جگر بھی دل بھی جاں بھی ہم بھی سارا گھر کا گھر ہمارا
مری جاں اس مرض کو حسرتِ دیدار کہتے ہیں
دکھا کر ابرو و مژگاں کو کہتے ہیں اشاروں سے
اسے برچھی اسے خنجر اسے تلوار کہتے ہیں
یہ کیا بھولے بھلیلے عشق میں دل اور جگر دو ہیں
نہیں جی ہونہار ونکے خودی آثار کہتے ہیں
جلانا اور ستانا مارنا تڑپانا دکھ دینا
تمھیں انصاف سے کہدو اسی کو پیار کہتے ہیں
ذرا پوچھو تو میرے اشک درد و آہ و نالہ سے
دلِ پُر غم کی حالت ایک کیا دو چار کہتے ہیں
اچھل جاؤ گے رو دو گے تڑپ کر کانپ اٹھو گے
سنبھل بیٹھو کہ ہم حالِ دلِ پُر زار کہتے ہیں
مرا دل لیکے وہ کہتے ہیں جو ہم نے پڑا پایا
کہو! ایسوں کو پھر دنیا میں کیا دو چار کہتے ہیں

خوشی میں گر دپھر پھر کر ہم اُن کو پیار سے غوثیؔ
کبھی دلدار کہتے ہیں کبھی سرکار کہتے ہیں

غ

جاں تم کو دوں اگر تو مری جان کیا کروں
جب تم ہی میری جاں ہو پھر جان کیا کروں
گیسو پہ جان دوں کہ مروں روئے صاف پر
کافر بنوں کہ صاحبِ ایمان کیا کروں

صحرا میں باغ میں کہیں لگتا نہیں ہے جی
زلفوں نے کر دیا ہے پریشان کیا کروں

جز یار دیکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں کچھ
مجنوں بنے ہیں دیدۂ حیران کیا کروں

زلفوں نے پھانسا آنکھوں نے بسمل بنا دیا
اللہ! اب میں صورتِ ہیجان کیا کروں

فرشِ زمیں بھی عرش ہے جب یار ساتھ ہو
بے یارے کے رتبۂ ذی شان کیا کروں

کیا کم ہے یہ شرف کہ میں اُن کا غلام ہوں
بس خاکِ آستاں ہی مجھے شان کیا کروں

اک جان ہے تو وہ بھی انھیں کی ہے دی ہوئی
غوثیؔ میں اپنے یار پہ قربان کیا کروں

غ

جان دونگا آئے گر وہ میرا جانی رات کو
میں نے سو ارماں سے ہے یہ نذر مانی رات کو

یوں تو اک قصہ پرانا جان کر ہنستے تھے وہ
رو پڑے جس دم سُنی میری کہانی رات کو

خوب روئے یار کا دامن لگا کر آنکھ سے
آ گئیں کچھ یاد پھر باتیں پرانی رات کو

کھل گئے کیا جانے وہ کس بات میں تھے بےحجاب
کھل گیا جو کچھ کہ تھا رازِ نہانی رات کو

صبح کر دی لگ گئے رونے تو روئے اس قدر
تم تو طفلِ اشک تھی آفت مچانی رات کو

تھی طبیعت گرم انکی شوخیاں اسپر تھیں گرم
اور ادھر تھا یہ چلبلا دلِ شر کا بانی رات کو

ہو کے دہلی آگرے آئے تھے غوثیؔ لکھنؤ
اب یہاں سے سیرِ کلکتہ کی ٹھانی رات کو

غ

ہم نے تو اُس کو دل دیا نام خدا جو ہو سو ہو
اب ہم پہ اُس کا لطف ہو یا ہو جفا جو ہو سو ہو

دونوں جہاں کی چھوڑ دیں ہم نے تو ساری نعمتیں
کام کسی سے اب نہیں تیرے سوا جو ہو سو ہو

اور ہے تو نہ غیر میں کیسی حیا حجاب کیا
پردہ اُٹھا کے دل رُبا سامنے آ جو ہو سو ہو

تو ہے مرا میں ہوں ترا ایک نہیں ہزار بار
تو بھی تو مجھ سے کہہ کبھی تو ہے مرا جو ہو سو ہو

رنج و الم ہو درد و غم یا مجھ پہ ہو بپا ستم
میں نے تو راہِ عشق میں پاؤں رکھا جو ہو سو ہو

میں ایک کیا ہوں خاص و عام اپنا گلا کٹائیں گے
لے تو سہی تو ہاتھ میں تیغِ ادا جو ہو سو ہو

بدلی ہے تو نے کیوں نظر تیری خوشی ہو میں گر
تو سہی آ یہ کاٹ لے میرا گلا جو ہو سو ہو

کشتی خدا پہ چھوڑ دی موجوں کا کچھ نہ کرکے ڈر
نہ سہی نا خدا نہیں بس ہے خدا جو ہو سو ہو

تو ہے جہاں وہیں ہوں میں کرتا ہی مجھ سے چھپ کے کیا
غوثی نے اپنے میں تجھے دیکھ لیا جو ہو سو ہو

غ

یہ تیرِ نیم کش مرے دل سے جدا نہ ہو
اک تیر اور تیر فگن۔ ہاں خطا نہ ہو

وہ آنکھ آنکھ ہی نہیں جو فتنہ زا نہ ہو
وہ چال کیا جو شورِ قیامت بپا نہ ہو

وہ کیا جگر، جگر ہے جو تیر آشنا نہ ہو
وہ دل ہی کیا ہے درد کا جسکو مزا نہ ہو

اچھا نہ دو کوئی مجھے اس کا پتہ کہیں
بس شوق رہنما ہے کوئی رہنما نہ ہو

خلوت میں جب ہی وصل کا لطف آئے میری جاں
پاسِ ادب مجھے تمہیں پاسِ حیا نہ ہو

مُنہ زخم کھول کر یہ جماتے ہیں ہر گھڑی
قاتل لہو کا دیکھ! کہ دھبہ لگا نہ ہو

جز دل رُبا کے کوئی تمنا نہ ہو مجھے
یا رب کوئی مراد نہ ہو۔ مدعا نہ ہو

ارمان و یاس و شوق تو کرتے ہو تم شہید
دیکھو تمھارا کوچہ کہیں کربلا نہ ہو

غوثی سے آپ بگڑے تو بگڑے بھی اس قدر
نام آتے ہی کہا کبھی یہ تذکرہ نہ ہو

غ

اُٹھے گی اُٹھتے اُٹھتے وہ نقاب آہستہ آہستہ
نکل آئیں گے بے پردہ جناب آہستہ آہستہ

کیا دیوانہ اور چھوٹے تنکے اب نہ تڑپاؤ
کرو خانہ خرابوں کو خراب آہستہ آہستہ

تجھے کیوں پڑ گئی اے نرگسِ شہلا پریشانی
کھلے گی اُن کی چشمِ نیم خواب آہستہ آہستہ

یقیں ہے فتنۂ محشر کی چال تو نکالے جا رہے
اُتر آئے گا نیچے آفتاب آہستہ آہستہ

غضب ہے قہر ہو آفت ہو وحشت کربلا ہو جائے
جو مقتل میں وہ آئے بے نقاب آہستہ آہستہ

لپٹ جاؤں جھپٹ جاؤں گا دو تیغے سے قاتل
نکل جائیگی بیتابی میں تاب آہستہ آہستہ

مرے عریانہ پن دیوانہ پن نے سب اُلٹ ڈالا
نقاب آہستہ آہستہ حجاب آہستہ آہستہ

جگر کا ماجرا کچھ حال دل کا ہے نہ رو اتنا
ذرا تھم تھم کے لے چشمِ پُر آب آہستہ آہستہ

لگی ہے آگ دل و تن میں دھوئیں اُٹھتے ہیں اب غوثی
جگر دل دو کے دو ہونگے کباب آہستہ آہستہ

غ

ہم اب تو مر چلے قاتل ترے خیال کے ہاتھ
بس اب اٹھا نہ یہ تلوار تو سنبھال کے ہاتھ

تمھارا دھیان ہے اسمیں تم آئیں ہمتے ہو
لگاؤ دل یہ مری جان دیکھ بھال کے ہاتھ

حدیث عشق کی گتھی ہیں ہے جہاں حیراں
یہ بات آئی ہے عالم میں خال خال کے ہاتھ

کسی پہ آتا نہ دل ہم نہ جان سے جاتے
ہوئے خراب ہم اس قلب پر ملال کے ہاتھ

نہ مجھ سے پوچھیں کہ اس دل میں کون رہتا ہے
یہ آپ دیکھ لیں سینے میں میرے ڈال کے ہاتھ

بنے ہم اسکے جلال اور جمال کے ہاتھوں
بنا جمال کے ہاتھوں کوئی جلال کے ہاتھ

کسی حسیں نے نہ بسمل کیا ہمیں غوثیؔ
ہوئے حلال ہم اپنے ہی اک خیال کے ہاتھ

غ

میرا رونا ہے اور ہنسی تیری
خوب ہے یار دل لگی تیری

چھوڑ جاتا ہے مجھ کو یاد رہے
اب ستائے گی بے کلی تیری

شکر ہے تو نکل کے آ ہی گیا
مجھ کو بس آج یاد تھی تیری

ایک میں اور بے کلی میری
ایک تو اور ستم گری تیری

کچھ تجھے بھی خیال ہے اس کا
میں نے کیا کیا جفا سہی تیری

میری بربادی ہے تجھے منظور
خیر ایسا ہے تو خوشی تیری

تو وہ اک بات مان لے میری
میں سنوں سب ذری ذری تیری

عشق میں تیرے سب کو بھول گیا　　اک فقط یاد رہ گئی تیری
دیکھ کر مجھ کو یوں کہا غوثی
کھائے جاتی ہے بےکلی تیری

غ

نہ سنتا تم مری فریاد سن لو قلبِ مضطر کی　　قسم تم کو مرے دل کی جگر کی جان کی سر کی
یہ کیسا جامِ الفت ہم کو ساقی نے پلایا ہے　　نظر آتی ہے جو ہر چیز میں تصویر دلبر کی
جو آئے لاکھ منت پر بھی تو وہ بانقاب آئے　　کہاں جاتی ہے ہم کو چھوڑ کر گردش مقدر کی
بتاوٴ گی تمھیں حسرت مری گورِ غریباں میں　　یہ تربت ہے جگر کی یہ مری یہ قلبِ مضطر کی
ستاوٴ خوب تڑپاوٴ نہ بھولو اپنے عاشق کو　　قسم الفت کی نامہ کی مری جاں کی کبوتر کی
ستم ہوگا غضب ہوگا کہ ہونگی پیار کی باتیں　　نہ جانے آج کیا ہوگا مری آنکھیں تو ہیں پتھر کی
فقط اس سادگی ہی پر تمھاری کشتہ عالم ہے　　نہ حاجت تیغ کی تم کو نہ خنجر کی نہ نشتر کی
نگاہیں پڑ رہی ہیں تیر سی اُنکی مرے دل پر　　ضرورت اب نہ کچھ باقی رہی زخموں کو نشتر کی
کرم سمجھونگا دوزخ یا کہ جنت جو ملے غوثی
جو کچھ تجویز کی میرے لئے اُس نے سمجھ کر کی

غ

تو نے وہ تیر سی نظر ڈالی　　بس کلیجے کے پار کر ڈالی
ہم ہیں اس تیری آن کے قائل　　جو نگہ ڈالی کارگر ڈالی

دِل لیا، جان لی، جگر لوٹا — کیا نظر تاک تاک کر ڈالی
تیشۂ بے رُخی سے ظالم نے — ڈالی اُمّید کی کتر ڈالی
ہم نکمّے کہیں کے بھی نہ رہے — خوب جادُو بھری نظر ڈالی
کفر و ایماں مِٹا دیئے اُس نے — نظر ایسی اِدھر اُدھر ڈالی

گئے ناحق کے مارے ہم غوثیؔ
بات ایمان کی جو کہہ ڈالی

ع

او بے مثال سایہ ذرا مجھ پہ ڈال دے — مستانہ قال دے مجھے وجدانہ حال دے
صدقہ جو حُسن کا وہ بُتِ بیمثال دے — تو سو دعائیں دل سے مرا بال بال دے
زنگِ خودی کو اپنے جو دل سے نکال دے — جب لازوال ہستی اُسے لایزال دے
آزارِ جاں کو، دل کو تڑپ دے، جگر کو درد — مولا نہ جاہ دے، نہ حشم دے نہ مال دے
اچھا نہیں، نہیں نہ سہی وصل، دِلربا — دُھن اپنی، دھیان اپنا دے اپنا خیال دے
آدم کا جو نکلتا ہے معلوم ہے ہمیں — شاہا! نہ ہم فقیروں کو در سے نکال دے
اے درد مجھ کو عشق میں اُسکے جلائے جا — اے عشق مجھ کو سانچے میں تو اپنے ڈھال دے

دے وہ خیال کر دے جو صحّتِ خیال کی
غوثیؔ کو بے کمالی میں صاحبِ کمال دے

غ

نمودِ دو جہان جانِ جہاں ہے آپکے دم سے
مسخر دونوں عالم ہیں تمہارے اسمِ اعظم سے

نہ پوچھو چھیڑ کر کچھ حال میری چشمِ پُرنم سے
کہ تم بھی رو پڑو گے دیکھ کر رونا مرا غم سے

جو پوچھا کیوں نظر آتے نہیں ہو تم تو یہ بولے
ہر اک ذرّہ میں ہم رہتے ہیں بنکر جانِ عالم سے

خدا جانے یہ کیا ہوتی ہیں شب بھر راز کی باتیں
کبھی مرہم کی زخموں سے کبھی زخموں کی مرہم سے

جو تم یاد آئے تو جی کھولکر ہم اسقدر روئے
کہ دریا بنگئے قطرے جو ٹپکے چشمِ پُرنم سے

مری میّت ہجومِ یاس کا تابوت ہے دیکھو
عزاداری ہے ارمانوں کی اور حسرت کے ماتم سے

کسی کی برچھیوں کے زخم کاری لگ گئے غوثی
نکلتی ہیں صدائیں ہائے وُہو کی کیوں مرے دم سے

غ

پری کیا حور کیا سب منتظر ہیں تیرے جلوے کے
جو ایسوں کا ہو ایسا حال ہیں قربان ایسے کے

بنے پردہ نشیں ہو تم میں صدقے ایسے پردے کے
یہ کہتے کیوں نہیں ہو ہم چھپے گئے ہیں ترا دل لیکے

یہ حالت ہے ترے دیوانہ پن کی دید کے قابل
کہ تنکے بھی چنے تو جانِ من تیرے ہی کوچے کے

جگر تکہ ہے دل آتش زدہ ہے ہم مفت صدقے ہیں
مری جاں اب ہے کیا جو تمہارے قابل ہو لینے کے

پھنسا یہ دل ہے سمجھایا لاکھ یاروں نے مجھے لیکن
ہوا آخر وہی ہونا تھا جو قسمت میں لکھے کے

نہ مرتے تم پہ دل دیتے نہ تم کو ہم خرد ہوتے
یہ طعنے کس لئے سنتے الف کا ایک دو بے کے

نتیجہ یہ ہوا غوثی بلائیں جھیلنے پر بھی
دیئے کیا دل انکا ہو نسے گرے اپنے پرائے کے

غ

دل کو میرے ہائے ٹھکرا کر چلے — کر کے برپا شورِ محشر چلے
مسکرا کر قتل گہہ میں ناز سے — جس طرف دیکھا اُدھر خنجر چلے
اسقدر شوقِ شہادت کا ہے جوش — ہم برہنہ پا برہنہ سر چلے
پائے قاتل پر مرا سر گر پڑا — پھیر کر جب حلق پر خنجر چلے
دردِ فرقت میں جھلک دکھلا گیا — داغِ دل پر داغ پھر دیکر چلے
بزم سے تیری بڑی مشکل سے ہم — تھام کر دل کو اُٹھے اُٹھ کر چلے
حسن پر تیرے دئیے بس جان و دل — بنکے دیوانے ترے ششدر چلے
سر کٹا اور گردِ اُس قاتل کے ہم — صدقہ ہونے لاشہ لے کر چلے

بیت

انقلابِ دہر غوثی دیکھ کر
روتے آئے ہنستے اپنے گھر چلے

غ

ہر زماں یارب خیالِ چشمِ مستانہ رہے — بادۂ وحدت رہے اور ذکرِ جانانہ رہے
قلقلِ مینا رہے اور دورِ پیمانہ رہے — دل رُبا ساقی رہے اور شورِ مستانہ رہے
تیرے قرباں ساقیا بھر بھر کے دے جامِ طہور — تو سلامت ہو ترا آباد میخانہ رہے
تو رہے آنکھوں میں میری تجھ کو میں سجدہ کروں — کعبہ آنکھوں میں مری ٹھہرے نہ بتخانہ رہے
دیکھ کر صحرا میں مجھ کو وہ یہ دیتے ہیں دعا — قیس کا یارب گھرے آباد ویرانہ رہے

یوں ہوں پامالِ ادا تیرا ہیں او جادو ادا — میں بھی دیوانہ رہوں اور دل بھی دیوانہ رہے
بددعا دیتے ہیں میرے ذکر پر وہ اسطرح — دھجیاں دامن کی ہوں حالت فقیرانہ رہے
مجھ کو یوں مجنوں بنایا ہے خیالِ یار نے — کہ جنوں بھی دنگ ہو مجنوں بھی دیوانہ رہے
دستِ ساقی کے تصدق جام مجھے ایسا دیا
ہم رہے غوثی جہاں بھی پیرِ میخانہ رہے

غ

مصورِ حسن کا خود شیدا ہی صورت ایسی ہوتی ہے — دو عالم جس پہ قرباں ہے نزاکت ایسی ہوتی ہے
قیامت ہیں قدِ زیبا کا انکے کیا کہوں انداز — کوئی دیکھے قیامت میں قیامت ایسی ہوتی ہے
یہ کہتے ہیں وہ محشر میں گنہگاروں کو بخشا کر — شفاعت اسکو کہتے ہیں شفاعت ایسی ہوتی ہے
جگر پالال ہے دل مضطر لبوں پر دم ہے آنکھیں نم — تمہارے عشق میں اے جاں حالت ایسی ہوتی ہے
دو عالم ان پہ گر قرباں نہ ہو تو کیا ہے غوثی
مصورِ حسن کا خود شیدا ہی صورت ایسی ہوتی ہے

غ

میں اُس کا کشتہ ہوں جسکی کمانی تیغِ ابرو ہے — نگاہیں تیر چتون برچھیاں ہیں چشم جادو ہے
دکھا کر اپنی چتون کو یہ کہتے ہیں اشاروں سے — یہ برچھی ہے یہ نشتر ہے یہ فتنہ ہے یہ جادو ہے
تلاشِ یار میں شاید کوئی کھوتا ہے اپنے کو — مرے دل کی صدا ہے کس لئے آوازِ ہو ہو ہے
عدم کا کس لئے نقشہ کھینچا شامِ جدائی میں — مجھے سونا نظر کیوں آ رہا عالم یہ ہر سو ہے

پڑ ہی جائیگی پھانسی اب دلِ رنجور میں غوثیؔ
خدا حافظ بتِ عیار کا بل کھائے گیسو ہے

غ

نور کی صورت ہے تیری نور کی تنویر ہے — کھینچ گیا خود ہی مصور اُسکی تو تصویر ہے
ہوتی ہے دل میں کھٹک رہ رہ کے اسکی وجہ کیا — دے بتا یارب یہ کس کی چتونوں کا تیر ہے
بلبل و گل سب ہیں شیدا اُس گلِ بیخار کے — گردنِ قمری میں اسکے عشق کی زنجیر ہے
اُس بتِ عیار کو مستی میں گر سجدہ کیا — زاہدا بتلا تو مجھ کو کیا مری تقصیر ہے

دید کے قابل تماشہ قتل کا غوثیؔ کے ہے
یاں سرِ تسلیم خم واں ہاتھ میں شمشیر ہے

غ

اِدھر اُن کی مہر و عطا ہو رہی ہے — اِدھر کچھ اِدھر کی صدا ہو رہی ہے
تمہیں یاد کرتے ہیں مشکل میں مولا — بچانا مرے ناخدا ہو رہی ہے
جو یہ دمبدم ہچکیاں آرہی ہیں — ہماری کہیں یاد کیا ہو رہی ہے
جو نکلا جنازہ کسی کا تو بولے — یہ کیسی قیامت بپا ہو رہی ہے
مکر جاؤگے تم مٹیں گے نہ دھبے — دمِ ذبح تکرار کیا ہو رہی ہے
یہ تم یاد رکھو نہ چھوڑوں گا اُلفت — سہی لاکھ مجھ پر جفا ہو رہی ہے
تُلا قتل پر وہ تو میں مرنے پہ ہوں — وفا ہو رہی ہے جفا ہو رہی ہے

ذرا اُٹھ کے دیکھو تو لاشہ کسی کا | کہ صدقے کسی کے قضا ہو رہی ہے
مزے تیرے خنجر کے لیتے قاتل | لبِ زخم سے مرحبا ہو رہی ہے
بجھاتا کوئی "آگ دل میں لگی ہے | ارے میں جلا" میں جلا ہو رہی ہے
اشارے پہ بسمل جہاں ہو رہا ہے | فقط ایک طرزِ ادا ہو رہی ہے
مٹاتے ہیں مدفن کو وہ بعدِ مردن | کوئی اور رسمِ جفا ہو رہی ہے
مزہ یہ اُٹھا سن کے اشعارِ غوثیؔ
ہر اک لب سے صلِّ علیٰ ہو رہی ہے

ع

بس غم سے جی یہ میرا اب روٹھ کر چلا ہے | لینا تو خدارا دم لب یہ آگیا ہے
مرا قتل کرنا تجھ کو قاتل اگر روا ہے | تو تیز کرلے خنجر حاضر مرا گلا ہے
نہ دوا کرو طبیبو مرا درد لا دوا ہے | یہ بڑھے تو خود دوا ہی بس اس سے ہی شفا ہے
اب تابِ ٹھیس کی بھی باقی نہیں ہے پیارے | چھیڑو نہ دل کو میرے پھوڑا بنا ہوا ہے
چھوٹا نہ بعد مردن بھی ترا خیال دل سے | مرکر بھی تیرا کشتہ آفت میں مبتلا ہے
دونوں جہاں کی فکریں بیکار ہیں ہماری | ہوتا وہی ہے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے
اوپردے والے دلبر ترا پردہ جانتا ہوں | بے پردہ سب میں ہے تو اور نام پردے کا ہے
مجھے دل سے ہے شکایت مجھے اس نے مار ڈالا | مجھے تیرا شکوہ کیا ہے مرا تجھ سے کیا گلا ہے
کہتے ہو میں خدا ہوں جو بیخودی میں ہر دم | روکو زباں کو غوثیؔ یہ کیسا تذکرہ ہے

غ

جگر کو آج کچھ تیغ نظر دکھلائی جاتی ہے
ہماری اُسکے کوچے میں لحد بنوائی جاتی ہے

تماشائے حسینان جہاں کو کیا کروں واعظ
طبیعت ہی طبیعت ہے طبیعت آہی جاتی ہے

سوا میرے نہیں منظور ہے انکو کسی کا سر
منادی آج میرے قتل کی پھروائی جاتی ہے

عجب سودا ہے یہ اچھا جنوں ہی خوب وحشت ہے
طبیعت تنکے ہی چن چنکے اب بہلائی جاتی ہے

مرے تھے ہم جو اُسکے سبز تل پر جان اپنی
کنی ہیرے کی گھس کر اب ہمیں کھلوائی جاتی ہے

کسی کو پھر نہ جرأت ہو کسی سے دل لگانیکی
ہماری نعش پائے فیل سے کھنچوائی جاتی ہے

نگہ بدلی ہوئی تیور ہیں بل بگڑے ہوئے ابرو
طبیعت اور ہی سرکار کی اب پائی جاتی ہے

ستم ہے قہر ہے آفت ہے ہجر یار کا آزار
کلیجہ بے کلی اندر ہی اندر کھائی جاتی ہے

چلو اجمیر کو اب بمبئی سے حضرت غوثی
طبیعت اب کی یاں کی سیر سے اُکتائی جاتی ہے

غ

اُس پری کا ہو گیا ہے اِن دنوں سودا مجھے
جس سے ہے سارے جہاں کو دیکھکر سودا مجھے

انگلیاں اُٹھتی ہیں بتلاتے ہیں دیوانہ مجھے
ہو بُرا اس عشق کا کیا کر دیا رسوا مجھے

وہ دوا دی بڑھ گیا دردِ محبت اور بھی
صدقے میں اچھے مسیحا کیا کیا اچھا مجھے

کہتا ہے بیدل کوئی مجنوں کوئی وحشی کوئی
لوگ اُلفت میں کسی کی کہتے ہیں کیا کیا مجھے

کیا کروں اپنی نظر کو جانے کیا مجھ کو ہوا
تیرا جلوہ دیکھتا ہوں جو نظر آیا مجھے

سیرِ کلکتہ سے جی بھرتا نہیں غوثی مگر
یہ بھی بے جاناں نظر آتا ہے اب سونا مجھے

غ

ہجر میں پہلو سے دل ہے اب نکلنے کیلئے
آفتابِ عرشِ حق ہی آج ڈھلنے کیلئے

اسکی لاپروائی ایسی اضطراب ایسا مرا
طرفہ تر تیار ہے دم بھی نکلنے کیلئے

ہاتھ قاتل کا مرے اٹھ اٹھ کے رہجاتا ہی کچھ
حیلہ کرتی ہے قضا خنجر نہ چلنے کیلئے

آگیا اِکدم بس اسکی چشمِ فتّاں کا خیال
اب زمانہ چاہیئے دل کے سنبھلنے کیلئے

اک گھڑی اِکدم نہیں دیتے ہیں وہ آرام چین
جی میں بیٹھے ہیں کلیجہ میرا ملنے کیلئے

دردوالو اپنے اپنے دل پہ رکھ لو ہاتھ تم
ہے دلِ پُر درد پہلو سے نکلنے کیلئے

سنتے ہیں انکو ترس آتا ہے غوثی ہم پہ کچھ
اب نہالِ آرزو اپنا ہے پھلنے کیلئے

غ

بے پردہ جب وہ آئینہ رُخسار ہوگئے
حیران دو جہان کے ہوشیار ہوگئے

رُخ پر فدا کوئی، کوئی قربان زلف پر
کافر کئی ہوئے، کئی دیندار ہوگئے

بچنے کی اب اُمید مسیحا نہیں ہے دیکھ
کچھ اور اب مریض کے آثار ہوگئے

پہ چتون کے بانکے تیر دنکا پوچھو نہ بانکپن
یہ چھوٹتے ہی دل کے مرے پار ہوگئے

دل دیکے تم کو غم بھی الم بھی ستم سہے
رسوا ہوئے ذلیل ہوئے خوار ہوگئے

مژگاں کے وار دل پہ لگے اس طرح مرے
خنجر ہوئے کبھی کبھی تلوار ہو گئے

رحمت گناہگاروں پہ دیکھی جو روزِ حشر
کتنے ہی بے گناہ گنہگار ہو گئے

اُس شوخ کی نگاہ بلا ہے میں کیا کہوں
نرگس ہی ایک سینکڑوں بیمار ہو گئے

مجھ سا تو دل نہ ہوگا کسی کا جہان میں
چتون پہ مر رہا ہے کئی وار ہو گئے

غوثی ہماری تیز زبانی پہ کھا کے زہر
کتنے فصیح رشک سے فی النار ہو گئے

غ

نہ کچھ سمجھے نہ کچھ سوچا ترے جلوہ پہ مر بیٹھے
ہم اپنے آپ کو تیرے لئے برباد کر بیٹھے

جگر بھی دل بھی تن بھی جان بھی ایمان بھی دیں بھی
جو کچھ بھی پاس تھا اپنے وہ نذرِ یار کر بیٹھے

بنایا ہے دل اپنا ہم نے اُن کا آئینہ خانہ
کیا کرتے ہیں اب تو یار کا دیدار گھر بیٹھے

کہاں چھپتے ہیں تجھ سے کشتۂ تیرِ نظر تیرے
جہاں بھی بزم میں بیٹھے ترے پیشِ نظر بیٹھے

فنا ہو جائینگے یا انکو خود میں لیکے اٹھیں گے
کہ مدت ہو گئی ہم کو درِ دلدار پر بیٹھے

الٰہی کیسا نظارہ ہے آنکھوں سے نہیں ہٹتا
اُنھی کو دیکھتے ہیں جس طرف نکلے جدھر بیٹھے

جئیے کیسے کٹے فرقت میں اُسکی زندگی کیونکر
تمہارا دیکھنے والا کہاں جائے کدھر بیٹھے

کہا چپکے سے تم ہم دو نہیں گو اور ہیں غوثی
نوازش کی کہ اپنا راز آپ ہی فاش کر بیٹھے

سیرِ معراج

کہیں معراج کا کیا ذکر سُبحان الّذی اَسریٰ
بلانے آئے تھے جبریل لیکن ساتھ وہ خود تھا

عجب پُر نور شب تھی میمنت تھی عرشِ اعظم تک
مچا تھا غلغلہ عالم میں معراجِ محمدؐ کا

مسرت سے جلو میں ساری حوریں اور ملائک تھے
براقی انبیا تھے اور محمدؐ مصطفےٰ دولھا

احد احمدؐ ملے قوسین اَو ادنیٰ سے بھی آگے
یہ وہ تھے اور وہ یہ تھا مگر یہ عبد وہ مولا

وہ کہتا اُدن منّی تھا کہ میں سو تو ہی تو سو میں
یہ کہتے یہ تو کہہ لے میں سو میں اور تو سو تو آقا

اوسے دیکھا اُسی کے نور سے یوں چشمِ حضرت نے
کہ مازاغ البصر کے ساتھ ہی وہ ماطغیٰ بولا

تھا جسمِ عنصری حضرت کا یوں تو نور کی تجلی
مگر پھر بھی سواری پر گئے حضرت براق آیا

نہ تھا کوئی سوا اُنکے نہ جانے جب سماں کیا تھا
انھوں نے اسکو دیکھا اُسنے الفت سے انھیں دیکھا

عجب خلوت عجب وقت حد عجب حیرت تھی کیا کہئے
اِدھر تھے آپ تنہا اور اُدھر وہ آپ تھا تنہا

بہم سرگوشیاں تھیں رمزِ ما اوحیٰ بتاتا ہے
ہوئیں بخشایشِ اُمّت کی باتیں جانے پھر کیا کیا

جو اپنے نور کو دیکھا یہ شانِ خاص حضرت ہیں
پڑھا صلِّ علیٰ خود بھی فرشتوں سے بھی پڑھوایا

بھلا ہم کیا کہیں معراج کے اسرار اے غوثیؔ
کہا سبحان نے جب خود ہی سبحان الّذی اسریٰ

طیباتِ غوثی

کلامِ فارسی

غ

ای رخِ تو کعبهٔ ما حبِّ تو ایمانِ ما — وی فدائے گیسوئے تو دینِ ما و جانِ ما

والضحیٰ واللیل تفسیرِ رخ و گیسوئے تست — خطِّ پیشانیِ تو صد مرحبا قرآنِ ما

در دل و جانِ فدایانِ خودت جا کردهٔ — یک دو گامے از کرم در کلبهٔ احزانِ ما

هستیِ هر دو جهان جمله نمودِ روئے تو — اے حیاتِ عالمین تو جانِ ما جانانِ ما

عکسِ روی و زلفِ تو نور و ظلم دارد دو رو — عشقِ زلفت کفرِ ما عشقِ رخت ایمانِ ما

گفتمش تو کیستی از جمله چیزے دیگری — گفت من عینِ همه آنِ و گرہ آنِ ما

زندگیِ غوثیِ بیچاره جز تو نیستی است

هستیِ ما جمله از تو نیستی شایانِ ما

غ

پیشِ من آئینه هائے اینما افتاده است — روز و شب کارم بدیدارِ خدا افتاده است

این جمالِ نحن اقرب در الستم بنده کرد — رشتهٔ حبل الوریدم در گلے افتاده است

من همان نورم که بودم شکلِ نقطه با خدا — بهرِ جلوه نقطه زیر آمد جدا افتاده است

کرد تیغِ کلُّ شیءٍ هالکٌ ما را عدم — هستیِ موهومِ ما اندر فنا افتاده است

عالمے بیند بقائے را برآهِ فنا — پیشِ ما شکلِ فنا عینِ بقا افتاده است

پیشِ کوران هستیِ موجود افتاده است عدم — تیز بینان را عدم هستی نما افتاده است

سرِّ من گر فاش گردد عالمے برهم شود — از درونِ من شنو چون نالها افتاده است

در رضائے یار کردم مدّتے عمرے بسر — طرفہ بیں اکنوں کہ کارِ ما بما افتادہ است
من یکے خوانم یکے دانم یکے بینم یکے — در نگاہم صورتِ ما و شما افتادہ است
من کیم من کیستم یا جملہ او یا کل منم — خود نمی یابم عجب کارے مرا افتادہ است

خلق می گوید مرا غوثی تماشائے بہ بیں
خود تلاشِ حضرتِ غوثی مرا افتادہ است

صدائے حق بزبانِ عبد

منم ذاتِ من قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدْ — ہمہ شانِ من داں تو اللّٰہ صمد
منم ہستیم از ازل لَمْ یَلِدْ — وَلَمْ یُوْلَدْ ایں کنہ من تا ابد
ولم ہم منم ہم یکن لہٗ منم — من آں لا شریکم کہ کُفُوًا اَحَدْ
بروں اسم و وصفم ز قیدِ شمار — من آں واحدم کو بری از عدد
جہانِ تعیّن مداں غیرِ من — کہ ہردم بشانِ ظہورم بود
ہمہ خیر و شر جلوہ گاہے من است — جلال و جمالم ہمہ نیک و بد
ظہورِ دو عالم ہمہ رنگِ من — کہ شانِ ظہورِ مرا نیست حد

ہموں است غوثی کہ گوید منم
ہمہ اوست ایں صورت و خال و خد

ع

منم آں عاشقِ شیدا کہ دلدارے دگر دارم — بتِ عیّار دیگر لالہ رخسارے دگر دارم

منم آئینہ و آئینہ بیں، آئینہ رخسارم
چہ گویم حالِ خود رنگے و بازارے دگر دارم

منم آں طرفہ صانع کو، بصنع خویشتن ظاہر
چہ گویم کارگاہے دیگر و کارے دگر دارم

منم جسم و منم قلب، و منم جان و منم جاناں
بہر ہر مرتبہ شانے و اقرارے دگر دارم

گذشتہ کارِ من از کفر و ایمانِ شما یاراں
کہ ہر ہر لحظہ تصدیقے و انکارے دگر دارم

انا عبدٌ بگویم یا انا الحق طرفہ منصورم
سرے دیگر زبانے دیگر و دارے دگر دارم

گہے در صورتِ مجنوں پریشاں حال و آشفتہ
گہے در گیسوئے لیلیٰ گرفتارے دگر دارم

گہے در بیخودی با خود گہے در باخودی بیخود
مئے و مستی دیگر طرفہ خمارے دگر دارم

بہ شکلِ شہ کمال اللہ عجب دریائے عرفانم
بہ شکلِ غوثیم اندازِ گفتارے دگر دارم

لبِ حق

از لبِ حق شنو بیا حق منم و خدا منم
لم یلد ام صمد منم خالق و کبریا منم

ذات منم صفت منم آئینہ اینما منم
من بہ لقائے خویشتن عکس منم لقا منم

من منم و شما منم ہم ہمہ این و آں منم
انتَ منم ہما منم ھو منم و انا منم

از ہمہ باگذشتہ ام چون و چرا گسستہ ام
در منِ من نشستہ ام مطلق خود نما منم

در دلِ بیدلاں منم شکلِ ہمہ بتاں منم
در ہمہ جلوہ گر منم از ہمہ ہا جدا منم

مثلِ مرا عدم بداں صورتِ ہستم جہاں
بود و نمودِ دو جہاں زمن این و ہمہ منم

اول و آخرِ جہاں ظاہر و باطن ہمہ
جملہ ز ہستیم بداں بے حد و انتہا منم

سائلِ بینوا منم، صورتِ اغنیا منم هم طرفہ ماجرا ببیں شاہ منم گدا منم
من احدم و احمدم، شیخ منم، علی منم
صورتِ غوثیم عیاں عارفِ باخدا منم

شورشِ مستی

من بہ جامِ خویشتن مستانہ ام مستانہ ام عاشقِ حسنِ خودم، دیوانہ ام دیوانہ ام
بو العجب مستم کہ غیرِ خود نمی بینم دگر بر جمالِ شمعِ خود پروانہ ام پروانہ ام
گوشت صیاد و شکارے گوشت دانہ گوشت دام من بہ صیدِ خویشتن خود دانہ ام خود دانہ ام
در لباسِ قیس من، در حسنِ لیلا ہم منم خود شناسے دیگرم، بیگانہ ام بیگانہ ام
خود بتم ہم خود پرستارِ بتم چوں برہمن ہم پئے آں برہمن بتخانہ ام بتخانہ ام
بر فروشم جامِ صہبائے خودی خود میکشم ہم برائے میکشی مے خانہ ام میخانہ ام
او من و ہم، تو من و ہم جملہ غوثی من منم
من بخود نازاں منم جانانہ ام جانانہ ام

کیفِ مستی

ہر لحظہ تماشائے در رنگِ جہاں دارم گہ صورتِ عشاقم گہ حسنِ بتاں دارم
گہہ صورتِ موسیٰ من رَبِّ اَرِنِی گویم گہہ لفظِ انا الحق را من ورد زباں دارم

من کافرِ بے دینم من مسلمِ باایمانم　　من بہرِ نمودِ خود صد نام و نشاں دارم
من طرفہ کہ بے چونم صد طرفہ کہ با چونم　　صد بوالعجبی در من این دارم و آں دارم
من سرِّ ظہورِ کن عینِ فیکون ہم من　　من جامعِ اضدادم پنہاں و عیاں دارم
ہرگز نہ رسد غیرے در حضرتِ ذاتِ من　　خود شاہد و مشہودم صد رازِ نہاں دارم
من اوّل و من آخر من ظاہر و من باطن
من عارفِ غوثیم صد لطفِ بیاں دارم

ع

نگاہے از کرم یا مصطفےٰ کن　　مریضانِ محبت را دوا کن
تو جانِ عالمیؔ روحِ جہانی　　خدا را جانبِ ما چشم وا کن
دلے از رنج و غم داریم مملو　　ز قیدِ رنج و غم ما را رہا کن
تو نورِ کبریائی یا محمّد　　نگاہے لطف بہرِ کبریا کن
بہ طوفانِ غم آمد کشتیٔ ما　　مدد بہرِ خدا اے ناخدا کن
غلامانیم گرچہ عاصیانیم　　کرم بر حالِ ما بہرِ خدا کن
نقاب از چہرہ وا کن جلوہ بنما　　بیا۔ رحمے بحالِ زارِ ما کن
تو جملہ قبلۂ حاجاتِ مائی　　ز رحمت جملہ حاجاتم روا کن
غریقِ بحرِ عصیانست غوثی
بحالش لطف بہرِ مرتضےٰ کن

غ

اے دلِ من، دیدۂ من، جانِ من، جانانِ من — یا محمد بر تو قرباں این منِ ہر آنِ من
من ہمی خوانم، ہمی دانم، ہمی بینم ترا — قبلۂ من، کعبۂ من، دینِ من، ایمانِ من
اے کہ شانت جز تو کو داند تو دانی یا کہ حق — شانِ تو شانِ خدا اے احمدِ ذیشانِ من
آئینہ شد ایں جہاں بینم ترا من در ہمہ — جز تو دیگر می نہ بیند دیدۂ حیرانِ من
زلفِ تو و اللیل آمد روئے تو شمس الضحیٰ — دیدِ تو دیدِ خدا، گفتارِ تو قرآنِ من
کردۂ روشن جہاں را از وجودِ پاکِ خود — خوش بتاب اے جانِ عالم ماہِ خوش تابانِ من

آمدہ غوثی بحالِ زار انظر یا نبی
رحم کن بہرِ علی اے جانِ من جانانِ من

غ

اے کہ شانِ بیمثالی روشن از بالائے تو — در دو عالم می نہ گنجد ذاتِ بے ہمتائے تو
ہیچ باشد ہر چہ باشد ہیچ چیزے ہیچ نیست — در دو عالم نیست الّا جلوۂ زیبائے تو
پردۂ ظلمات ایجاں پرتوِ گیسوئے تست — روشنیِ مہرِ تاباں عکسِ نقشِ پائے تو
ہجرِ تو صد مرگ باشد کشتگانِ عشق را — زندگیِ عاشقاں اے جاں رخِ والائے تو
کعبہ پیشش کعبۂ دل کے مساوات کند — آستانت آں بود ایں خاص باشد جائے تو
از سخن ہائے پراسرارِ تو غافل نیستم — گوش دارم من زجاں بر جنبشِ لبہائے تو
تا توئی من نیستم چوں سایہ پیشِ آفتاب — جانِ من این جانِ من قرباں بر قدِ رعنائے تو

صورتِ بے صورتی تست در ہر صورتے ای جہاں بے صورتی کایں جملہ صورتہائے تو
از کہ پرسی کیست غوثی جانِ جاں ناداں مشو
خود توئی غوثی ست غوثی صورتِ والائے تو

غ

اے کہ از مکہ بہ طیبہ آمدہ جا کردۂ عالمے را بر جمالِ خویش شیدا کردۂ
خود درونِ حجرۂ تو بنشستۂ یا مصطفےٰ نیم لیسل بر درِ حجرہ جہاں را کردۂ
از وفورِ شوق ما بینیم بے پردہ ترا مصلحت را یا نبی گرچہ تو پردا کردۂ
کردۂ دلہائے عالم را بعشقِ خود خراب زاشتیاقِ خویش جانہا را تو کشتہ کردۂ
کردۂ احساں بعالم از عدم آوردۂ یا محمد آنچہ پنہاں بود پیدا کردۂ
خلوتِ مختص گزیدی با ابوبکرؓ و عمرؓ از چہ آوارہ تو ما دیوانگاں را کردۂ
خوش نشیں در حجرۂ خود یا محمد خوش نشیں از جمالِ خویش روشن دیدۂ ما کردۂ
نورِ تو در ہر دو عالم ہست با ہر ذرۂ خود تماشائی تو ہم خود را تماشا کردۂ
جز تو در ہر دو جہاں غوثی نہ بیند یا نبی
اے فدایت جانِ من در دیدہ ام جا کردۂ

غ

اے نازچہ می پرسی حالِ منِ مستانہ شوریدہ سر و مفتول آوارہ و دیوانہ
جز تو نہ دگر دانم جز تو نہ دگر خوانم جز تو نہ دگر بینم اے جلوۂ جانانہ

ای آنکہ اسیرانِ زلفِ تو سیہ کارند | حیرانِ رخِ خوبت صد زاہد و صد دانا
تا چند نظر پوشی از چشمِ نظر بازاں | گہہ صورتِ یاراں تو گہہ صورتِ بیگانہ
بر طرزِ ادائے تو برباد دلِ عالم | آباد برائے تو صد مسجد و بت خانہ
من طرزِ تو می دانم انداز تو بشناسم | گہہ دلقِ گدا داری گہہ خلعتِ شاہانہ
در میکدہ تو ساقی در خم تو مے صافی | در رقص تو مستانہ در دورِ تو پیمانہ
اے طرفہ تو بیچونی پیدائی زبا چونی | ایں داری و آں داری آں جدگانہ

با حشمت و شاہی تو در صورتِ عثمانی
در صورتِ غوثی تو با شانِ فقیرانہ

غ

نہ بدیر کن نگاہے نہ بہ کعبہ کن گدائی | تو بہ صورتم نظر کن ہمہ شانِ کبریائی
تو مگو کہ خود پرستم بخدا خدا پرستم | ز نگاہم او فتادہ ہمہ مائی و شمائی
ہمہ جا خداست ظاہر تو بہ چشمِ شوق بنگر | کہ ظہورِ اوست کلی بہ جہانِ ما سوائی
تو بہ تیغ لا نفی کن ہمہ غیر حق کہ بینی | ہمہ او بگو تو خواہی ہمہ من ہمہ خدائی

من و تو کہ ہست غوثی ہمہ ایں تعینات است
بحقیقتے نظر کن ہمہ ما توئی تو مائی

غ

نمودہ جلوۂ رخسار حیراں ساختی رفتی | کشادہ زلفِ خود مارا پریشاں ساختی رفتی

جفا کردی، مرا کشتی، بہ غمزہ جانِ اُو اُن دی — کرم کردی، برش از دین و ایمان ساختی رفتی
دل و جان و جگر دریک ادائے دلربا بردی — ز افسونِ نگہ، ماراں مریداں ساختی رفتی
بہ ہر ذرہ نمودی جلوہ آں خود بہر یکتا — بہ طرزِ کافری صدہا مسلماں ساختی رفتی
نہ دیدہ در جہاں کس مثلِ من یک بے سر و ساماں — دلے دادی مرا صد ساز و ساماں ساختی رفتی
شدم وارفتہ از خود او من و من جملہ او گشتم — جہاں مخمورِ از صہبائے عرفاں ساختی رفتی

بصد درد و الم پر سوز کردی جانِ غوثی را
عجب درمانِ دل عیسیٰ دوراں ساختی رفتی

غ

بعشقِ تو کشتم تا چند آہے — نگاہے سوئے من شاہا نگاہے
برایں امید خاکِ آستانم — کہ بینی سوئے من از لطف گاہے
بجانِ ما توئی مقصودِ جانم — ترا خواہم نخواہم مال و جاہے
رُخِ تو کعبہ فرمانِ تو قرآں — طریقت دین درویت قبلہ گاہے
دِل و جانم ربود و کرد بسمل — جزاک اللہ زہے جادو نگاہے
گدائی درت صد عز و جاہ ہست — غلامِ آستانت پادشاہے

گدائے آستانِ تست غوثی
بحالِ او نظر کن گاہے گاہے

غ

کہ بود کہ او رساند بہ مصطفیٰ سلامے بہ ہزار سوز گوید ز منِ گدا پیامے
بہ فراق میگدازم بہ نواز جاں نوازم بہ دلم بساز جائے و بجاں بکن مقامے
تو کہ جانِ جاہنانی و بچشم حق بینی چہ شود بکلبۂ دل بنہی ز لطف گامے
کرمے بحالِ زارم بر ہاں ز خستہ عالم تو ز دستِ خود عطا کن بہ منِ خراب جامے
ہمہ نام بود ننگے دل و جاں فدائے نامت کہ شدست حلقہ ننگم بہ غلامی تو نامے
من اگر کنم خطائے تو مکن بہ من عتابے کہ ز لطفِ تو برآید ہمہ مقصدے و کامے
بہ تو روز و شب رسانم کہ تو جان و جاں نوازم بہ ہزار دل درودے بہ ہزار جاں سلامے
توئی جسم و قلب و جانم توئی نام و ہم نشانم تو بجو ز من نشانے تو ز من مپرس نامے

اگر آں جناب پرسد ز کجا بگو نسیما
ز سگِ درِ تو غوثی بہ ہزار جاں غلامے

اضافات

آمد حضورِ کونینؐ

جہاں میں اب وہ نورِ خالقِ کون و مکاں آئے
مبارک مومنوں کو بادشاہِ دو جہاں آئے

وہ آئے، نور سے جن کے ہوئے دونوں جہاں روشن
ظہورِ ذاتِ حق آئے، نشانِ بے نشاں آئے

وہ آئے، جن کے آنے کے لئے سب انبیاء آئے
وہ آئے جن کے باعث بن کے یہ کون و مکاں آئے

وہ آئے، جن کے آنے سے گئی ظلمت زمانے کی
وہ ماحیِ کفر کے، توحید کے وہ ضوفشاں آئے

وہ آئے، جن میں چھپ کر اور کھل کر ان کا خالق تھا
عجب سرِ نہاں آئے، عجب رازِ عیاں آئے

وہ آئے، فلسفیانِ زماں ہیں جن کے ابجد خواں
وہ عقلِ کل کے عقلِ کل، وہ شاہِ نکتہ داں آئے

وہ آئے جن کے پروانے بنیں گے عاشقانِ حق
وہ شمعِ حق، چراغِ نور، جانِ عاشقاں آئے

جو تھے مقصود میں اوّل، ظہورِ ذات میں آخر
وہ نورِ حق، بشر کی شکل میں باعزّ و شاں آئے

بھکاری جن کے در کے ہونگے شاہانِ زمانہ بھی
وہ سلطانوں کے سلطان، بادشاہِ انس و جاں آئے

وہ آئے جن کے آنے کی بشارت خود خدا نے دی
جہاں میں رحمت للعالمیں، جانِ جہاں آئے

محمد مصطفٰے، محشر میں جب آئے، یہ غل اٹھا
گنہگاروں کے حامی، وہ شفیعِ عاصیاں آئے

فدا کیوں اپنے مولا پہ نہ ہوں سو جان سے غوثی
مرے سرکار، میری روح، میرے نورِ جاں آئے

اِستدعائے نظر

اِدھر بھی اک نظر مولا محمد رسول اللہ — میں دل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسول اللہ
مرے دل ہیں، مری جاں تم، تمہیں ہو یار سول اللہ — میں قرباں تم پہ ہوں شاہا محمد رسول اللہ
یہ کہہ کر جھومتا ہوں آپ کی الفت میں مستانہ — محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ

نہ ہوتے آپ موے لا اگر خدا ہوتا کہاں ظاہر
کہ نورِ حق ہو تم آقا محمدؐ رسول اللہ

خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدۂ دل سے
نہ پایا ایک بھی تم سا محمدؐ رسول اللہ

خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں
وہ دیکھے آپ کا جلوا محمدؐ رسول اللہ

جمالِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دیکھتا ہے وہ
ہیں جس کے آگے آئینہ محمدؐ رسول اللہ

وہ اپنی سیرِ باطن سے جو نکلا سیرِ ظاہر کو
بنا الحمدللہ کیا محمدؐ رسول اللہ

بھلا کیا شے ہے غوثی جو نمود و بود میں آئے
یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمدؐ رسول اللہ

رباعی

کیا ہے یہ جہاں کا راز، معلوم ہوا
سب رمزِ نیاز و ناز، معلوم ہوا

نسبت ہوئی جب علمِ حقیقی سے مجھے
معلوم نہیں، کا راز معلوم ہوا

اسرارِ خودی

تو نکل کے خود سے خودی میں آ، تو خودی میں اپنی خدا کو پا
تو خدا کی ذات کا آئینہ ہے، نکال زنگِ خودی ذرا

تو جسے سمجھتا ہے یہ خودی، یہ خودی حقیقی خودی نہیں
تو خودی کو سمجھے گا جس گھڑی، تو ملے گا تجھ کو ترا خدا

تو خودی سے پہلے گذر تری، کہ خودی ملے تجھے سرمدی
تو خودی سے خود نہیں آشنا، تو خودی کا اپنی پتہ لگا

نہ سمجھ کہ تیرا گذر فقط، تہہ آسمان بہ زمین ہے
کہ تو شہسوار ہے روح کا، کہیں عرش سے بھی پرے تو جا

نہ تو خود کو جسم فقط سمجھ، نہ تو دل سمجھ، نہ تو جاں سمجھ
ہے کسی کا نقشِ خیال تو، ہے کسی حسیں کا تو آئینہ

تو خلاصۂ دو جہان ہے، کسی بے نشاں کا نشان ہے
تو ہی سرِّ کون و مکان ہے، تو خودی کو اپنی سمجھ ذرا

نظر آنے میں تو کچھ اور ہے، نظرِ نہاں میں کچھ اور ہے
ہے کسی کا نقشِ طلسم تو، ہے فسوں کسی کی نگاہ کا

تو خودی رسیدہ کو پا کہیں، تو خودی کے لینے کو گر کہیں
تو اگر نہ خود کو گرائے گا، تو خودی ملے گی نہ ہی خدا

نہ سمجھ کہ ہوگا تو خود خدا، کہیں خود کو بھی ہے وہ بھولتا
وگر اتنا پیشِ نظر تو رکھ، کہ نہیں تو اس سے کبھی جدا

نہ تو رک طلب میں بڑھے ہی جا، کہ ملے تجھے تیرا مدعا
تو یہاں تک آ کہ کھلے تجھے، کہ تو کیا ہے اور خدا ہے کیا

تو نہ پوچھ غوثی کا ماجرا، کہ مٹا کے خود کو وہ کیا ہوا
جو خودی مٹی تو ملی خودی، جو خودی ملی تو خدا ملا

خودی میں بیخودی

کیا کہوں خود کو میں اپنے میں کیا کیا ہو گیا
خود تماشائی بنا خود ہی تماشا ہو گیا

خود میں خود کو دیکھتا ہوں خود کا خود ہوں آئینہ
آپ ہی بندہ نما اور آپ مولا ہو گیا

سب مری ہی شانیں ہیں میرے روپ میرے طور ہیں
ہر تعین میں نرالا رنگ میرا ہو گیا

وہ ہیولا ہوں کہ مجھ سے ہی جہاں کی سب نمود
جو نہ تھا کچھ بھی وہ سب مجھ سے ہویدا ہو گیا

سب خیالی صورتیں ہیں ایک ہوں میں ایک ہوں
میری غیریت کا ہر صورت سے دھوکا ہو گیا

باوجود اسکے کہ میں ہی سب میں ظاہر ہوں مگر
میری یہ بے پردگی خود ایک پردا ہو گیا

خود کو ہر آئینہ میں دیکھتا ہوں میں الگ
خود ہی پھر کثرت میں وحدت کا معمہ ہو گیا

شکلِ نامحرم کہیں رہتا ہوں میں جلوہ فزا
صورتِ غوثی کہیں عرفان والا ہو گیا

فیضِ مستانۂ خداوندی

کوئی مست مجھ کو بنا گیا وہ پیالہ مجھ کو پلا گیا
دیا کان میں مرے پھونک کچھ مجھے جانے کیا وہ بنا گیا

وہ فسوں تھا اسکی نگاہ میں کہ فسوں بھی جسکو نہ کہہ سکیں
مجھے خود نظر وہ بنا گیا وہ نظر ملا کے چلا گیا

وہ شراب اسکی شراب تھی کہ حلال بھی تھی وہ پاک بھی
وہ تھا نشّہ اس کا بھی نشّہ کچھ کہ میں خود کو کھو یا بھی پا گیا

دیا میں نے جان بھی تن اُسے، دیا میں نے دین بھی دل اُسے
لیا، لیکے پھر کیا مسترد؛ انھیں اور کچھ وہ بنا گیا
کوئی دیکھنا، اُسے دیکھنا، کہ نظر میں اُسکی ہے کیمیا
کریں پہلے کی طرح اب نہیں، مجھے جانے کیا وہ بنا گیا
عجب اُسکی باتوں میں بات تھی کہ چھپی ہوئی کوئی ذات تھی
کہ یتے تھے سارے کھلے ہوئے وہ بتا کے سب کو پتا گیا
کوئی اک کو سب ہی سمجھتا تھا، کوئی سب کو سب اُسے چھوڑ کر
وہی وہ ہے سب میں یہ سب نہیں، وہ سبھو نہیں ایسا بتا گیا
جسے ڈھونڈتا تھا میں جابجا وہ نظر بچا کے تھا ہر جگہ
وہ نظر نواز ہر اک جگہ مجھے اس کا جلوہ دکھا گیا
وہ بلا کی اسکی تھی سادگی کہ نظر جھانکی نہ جچتی تھی
مگر اس پہ بھی وہ کرم تھا کہ بتا کے سب کو پتا گیا
کیا جامِ ہستی سے مست جب، تو لگا وہ غوثی کو یہ چھوڑنے
بڑی منتوں سے پتہ لیا تو کمال نام بتا گیا

اپنی بے حجابی

کسی کے حسن کا جلوہ ہوں، وہ حجاب ہوں میں
جمالِ یار کی ہلکی سی اک نقاب ہوں میں
کسی کا جلوہ ہے ظاہر تو اس کا ہوں مظہر
کسی کی ہستی ہے باقی تو اک سراب ہوں میں

کسی کا باندھا ہوا اک نقشِ ہستی ہوں
کوئی ہے بحر تو اس بحر کا حباب ہوں میں

تمہارا حُسن رہے اور تم رہو آباد
دُعائیں مست کے بھی دیتا ہوں وہ خراب ہوں میں

وہ بے نظیر حسین اور میں اُس کا آئینہ
وہ اپنے حُسن میں بے مثل لاجواب ہوں میں

نہ پوچھو کیا ہوں میں کیسا وجود ہے میرا
جو دیکھتے ہیں وہ بیداری میں وہ خواب ہوں میں

نہاں ہیں مجھ میں نقوشِ جہانِ غیب و شہود
تمام حسن کا دفتر ہوں وہ کتاب ہوں میں

میں کچھ نہ ہو کے بھی ان کی نظر میں رہتا ہوں
کرم انکا کہ لاکھوں میں انتخاب ہوں میں

میں کیا بتاؤں کہ ہے مجھ میں کیا نہاں غوثی
اگرچہ صورتِ ذرہ ہوں آفتاب ہوں میں

وارفتگی

یہ سمجھا تھا میں کل تک کہ کسی کا میں ہوں
آج یہ حال ہے ہر آن کہ میرا میں ہوں

ایک میں ہوں کہ مرے دم سے ہیں لاکھوں قائم
یہ نہ پوچھو کبھی تم مجھ سے کہ کیا کیا میں ہوں

ہو نہیں جو کچھ کہ ہوں جیسا کہ ہوں ہوں میں ہوں
کیا بتاؤں تمہیں کسطرح ہوں کیا میں ہوں

نیک نام آپ ہوں میں بن کے کہیں شیخِ حرم
کہیں مے کش سرِ بازار ہوں رسوا میں ہوں

چت مری پٹ مری سب تحت مرا فوق مرا
سارے یہ میرے ہیں ان روپ میں سارا میں ہوں

دونوں عالم یہ کھلونا ہے مرے کھیلوں کا
وہ کھلاڑی ہوں کہ مجھ ہی نہیں تنہا میں ہوں

کون ہے جو مری وسعت کو سما سکتا ہے
ایک میں ہی ہوں کہ اپنے میں سماتا میں ہوں

آگے غوثی مرے ٹھہرے ہے عدم کیا لاشئے
اپنی ہستی کی نمائش میں تماشا میں ہوں

راز و نیاز

وہ کہتے ہیں، مَیں اب تُو ہو گیا ہوں
مَیں کہتا ہوں تمھیں تم ہو مَیں کیا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ تو پردہ ہے میرا
میں کہتا ہوں، تمھارا آئینہ ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ مجھ جیسا ہے کچھ تو
میں کہتا ہوں، بھلا میں آپ سا ہوں

وہ کہتے ہیں، تری ہستی ہی کیا ہے
میں کہتا ہوں، تمھارا شعبدا ہوں

وہ کہتے ہیں، نہیں تھا پہلے کچھ تُو
میں کہتا ہوں، تمھیں سے کچھ بنا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ تُو رہتا کہاں ہے
میں کہتا ہوں، تمھیں میں تو بسا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ مَیں تُو ایک ہی ہیں
میں کہتا ہوں، عنایت ہے مَیں کیا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ تجھ میں سب ہم ہی ہیں
میں کہتا ہوں، وہی ہم آپ کا ہوں

وہ کہتے ہیں، نہیں غوثیؔ کچھ اب تو
میں ہی غوثیؔ میں ہی غوثیؔ نما ہوں

شہودِ حق

عیاں حسنِ رُخِ دلدار دیکھو
ہر اک شے میں جمالِ یار دیکھو

خودی کیا چیز ہے، خود چیز کیا ہو
اسے سمجھو اسے ہر بار دیکھو

میں ہی بندہ ہوں کہتا ہیں میں ہی حق
انا کے ہیں یہ کیا اقرار دیکھو

خودی کو چھوڑ کر، آ، تو خودی میں
خودی میں کون ہے خوددار دیکھو

جہاں کو آئینہ خانہ بناؤ
پھر اس میں جلوۂ دلدار دیکھو

بغیر یار ہیں اغیار کس جا — انھیں اغیار میں ہے یار دیکھو
ہو تم قطبِ دو عالم نقطۂ ذات — جہاں ہے گردجوں پرکار دیکھو
کھلی دوکاں ہے اسرارِ خودی کی — یہ شے ہے اب سرِ بازار دیکھو
تم ہی میں ہے جسے تم ڈھونڈتے ہو — ذرا خود کو تو تم اک بار دیکھو
تمھیں سا ہے اگر غوثی تو کیا ہے
تم اس میں کس کے ہیں انوار دیکھو

سرِ عُبودیت

یہ مانا تم سراپا ناز میں ہو — یہ ہم میں کون ہے گر تم نہیں ہو
نظر ہو آنکھ ہو پتلی ہو کیا ہو — کہ بے پردہ ہو پھر پردہ نشیں ہو
جسے دیکھا لبھایا اسکو دم میں — عجب جلوہ عجائب مہ جبیں ہو
وہ ہم سے پوچھتے ہیں کون ہو تم — نہیں ہو یا ہو کیا ہو کیا نہیں ہو
نہیں ملتے جو کہہ کر نحن اقرب — یہ دوری کیسی پھر جب تم یہیں ہو
بھرے ہیں انفس و آفاق تم سے — ہمیں میں ہو اگرچہ ہر کہیں ہو
یہ مستی ہے نہیں کچھ سوجھتا ہے — تمھیں کہدو کہ ہم ہیں یا تمھیں ہو
وہ ہے کچھ اور اس کا پوچھنا کیا — میاں تم جسکی جاں ہو جسکے دیں ہو
اگرچہ ایک ہو تم اور وہ غوثی
مگر تم میں ہے وہ تم وہ نہیں ہو

خودشناسی

تو خود کو دیکھ بھی آخر، کہ تو ہے کون، کس کا ہے
خودی کیا چیز ہے، کس کی ہے، خود کیا ہے، خدا کیا ہے

تو میں میں بولتا ہے، جانتا ہے میں ہوں میں لیکن
نہ تو تن ہے، نہ تو دل ہے، نہ تو جاں، کون گویا ہے

تو کہتا میں ہے، بتلاتا ہے اعضا اور جوارح کو
خدا کو جانے گا کیا، خود کو ہی جب بھول بیٹھا ہے

نکل اپنی خودی سے، یا خودی میں ہی خودی اپنی
نہیں ہے وہ خودی تیری، خودی جسکو تو سمجھا ہے

خُودی کو اپنی جب سمجھے گا، پالے گا خدا کو بھی
خُودی سے اٹھ، خُودی کو پا، خُودی کا خُود تو پردا ہے

خُودی سے اپنی اے خودبیں، خُودی خود تو نے کھوئی ہے
خُودی کو اپنی کیا کھویا، خدا کو اپنے کھویا ہے

اگر خود کو تو سمجھے گا تو پائے گا خدا کو بھی
خدا ہے آئینہ تیرا، تو آئینہ خدا کا ہے

نہیں، ہو کر بھی غوثی اُن کی نظروں کا تماشا ہوں
نظر بندی ہے کیسی اور یہ کیسا تماشا ہے

سرِّ ظہور

کھیل ہے نظروں کا عالم نام ہے
صنعتِ پختہ یہ کس کا کام ہے

پاک ہے مے اور مینا ہے حلال
کیسا ساقی ہے یہ کیسا جام ہے

ہاں دلِ عاشق پھنسے کیونکر نہ اب
جلوہ ہے دانہ تو گیسو دام ہے

حُسن پردہ میں بھی بے پردہ ہے آج
خاص محفل اور جلوہ عام ہے

دیکھتے ہیں زُلف کو رخسار کو
یہ ہماری صبح اور وہ شام ہے

گر نہیں خوش ہم سے عالم تو نہ ہو
ہاں میاں ہم کو تو تم سے کام ہے

گر نہیں تم پاس، ہے آرام دُکھ
تم اگر ہو پاس، دُکھ آرام ہے

ظاہر و باطن ہیں سب کچھ آپ ہی
کیا ہے غوثی صرف اُس کا نام ہے

مشاہدہ

ہیں اُسکے رُو برُو ہوں وہ میرے رُو برُو ہے
ہوں اُسکے دو بدو میں وہ میرے دو بدو ہے

ہے لا ظہورِ الا، الا ظہورِ اللہ
اللہ ظہورِ اللہ اللہ ہو ہی ہو ہے

ہیں لا یہ دونوں عالم الا ہیں شاہِ عالم
اللہ جانِ عالم اب آگے ہو ہی ہو ہے

وہی ساقی اور میکش وہی ساغر اور مینا
وہی میکدہ صُراحی وہی جام درِ سبو ہے

اک وقت اپنے دل سے پوچھا کہ کون ہے یاں
تو کہا کہ ہوش میں آ مدہوش یاں تو تو ہے

جسے دیکھنا ہو اُسکو کہو مجھ کو دیکھے غوثی
کہ میں اسکے ہو بہو ہوں وہ میرے ہو بہو ہے

معائنہ خودی

ٹٹولا میں نے جب خود کو تو کیا ہے
پتہ میرا نہیں نامِ خدا ہے

خودی میں کوئی خود سے چھپ گیا ہے
خودی نکلے تو پھر کیا ہے خدا ہے

میں تم کو دیکھتا ہوں ہاں تمہیں سے
تمہارا نور آنکھوں میں بسا ہے

نہ دیکھے مہر کو شپر نہ دیکھے
عقاب آنکھوں سے اپنی دیکھتا ہے

برا اُت ہوں میں کیا پوجوں بتوں کو
وہ بت گر میری نظروں میں بسا ہے

سماتا کب ہے جامہ میں وہ اپنے
جیسے وہ آئینہ رو مل گیا ہے

ملادے گا وہ پھر تم کو بھی دم میں
ملو تم اُس سے جو اُس سے ملا ہے

کہاں ڈھونڈو تمیں اسکو خودی باہر
کہ وہ مجھ میں سراپا چھپ گیا ہے

نہیں ملتا نہ کہنا آپ مجھ سے
تمہارا پتہ پتہ میں پتہ ہے

نہیں غوثی یہ کچھ بھی ہم نے مانا
تم ہی ہو صورتِ غوثی میں کیا ہے

اظہارِ احوال

میرے وہمِ دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

اُنکی سب مِلک ہے مملوک ہے عالم اُن کا
اُنکی قوت سے ہر اک شئے کو ہے جنبش واللہ

اُنکے ہی فیضِ صفت کا ہے جہاں میں جلوہ
اُنکی ہستی کا ہے عالم میں نظارہ سارا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

وہ مرے پاس تھا میں اسکو نہیں جانتا تھا
نفس سرکش یہ مری بات نہیں مانتا تھا

خاک ہر کوچہ گلی میں اسکے لئے چھانتا تھا
ہم سے یا تک تھا وہی میں نہیں پہچانتا تھا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

رہ کے نظروں میں وہ پوشیدہ رہا کرتا تھا
ہر طرف ڈھونڈتا میں اسکو پھرا کرتا تھا

رات دن شور و فغاں آہ و بکا کرتا تھا
تھا مری جاں میں وہ میں جسپہ مرا کرتا تھا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

درد والا مرے رونے پہ تڑپ جاتا ہے
سنگ دل بھی مرا غم دیکھ کے غم کھاتا ہے

رات دن ہجر میں رونا ہی مجھے آتا ہے
جان میں رہ کے مری وہ مجھے تڑپاتا ہے

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

آخر اک روز مجھے اہل خبر نے دیکھا
میرے احوال کو الطاف سے اپنے وہ سنا

کان میں میرے کچھ آہستہ سے پھر اسنے کہا
پھر تو بیساختہ غوثیؔ مرے منہ سے نکلا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

نکاتِ حقیقت

نمودِ دو جہاں شد از وجودم
اگرچہ قبلِ عالم خود نہ بودم

مپرس از ہستیٔ بے ہستیٔ من
نہ دانی ہیچ از بود و نہ بودم

من آں نورم کہ از نور آفریدند
شہودِ یار من باشد شہودم

چہ جوئی از وجودِ من نشانے
کہ نابود است ایں جملہ نمودم

ازاں مسجودِ جملہ کائناتم
کہ باشد قربِ مسجود از سجودم

مَن اندر من ہم جملہ مَنِ او
وجودِ او شدہ جملہ وجودم

چو مقصودم ز مرگ و زندگی اوست
نیم آگاہ از نقصان و سودم

خرد جملہ جنوں در راہِ عشق است
جنوں عقل است بسیار آزمودم

چوں آں شاہے تجلّی کرد غوثیؔ
مرا از من ربود و از وجودم

کیفِ خودی

چو ہر یک را ہے داد ست یارم
نہادہ پیشِ او ما را نگارم

مرا اندر کنارِ خویش دارد
چساں گویم کہ او اندر کنارم

مرا نبود ز خود ہیچ اختیارے
ولے از اختیارش اختیارم

ریاضت ہم طریقِ عشق نبود
مرا ایں بس کہ میرم پیشِ یارم

مپرس از من کہ مقصودِ دلت چیست
کہ جز دیدِ تو مقصودے ندارم

اگر اے جانِ جاں در جانِ نباشی
که باشد جز تو اندر جانِ زارم
چو او در خرقه ام غوثی نہان است
شہنشاہم اگرچہ دلق دارم

جامعیتِ انسان

حضرتِ قرآں منم، ہم حضرتِ فرقاں منم
تن منم، ہم دل منم، ہم جان منم، جاناں منم
من نیم جاناں، ولیکن صورتِ جاناں منم
آنکہ خود را یافتہ در ہستیٔ لسبحان منم
من چہ گویم من کیم، من کیستم، من چیستم
ایں نیم من آں نیم من ایں منم ہم آں منم
تو نمی دانی مرا اے زاہدِ صورت پرست
نورِ حقم گرچہ شکلِ حضرتِ انساں منم
قربِ جاناں کے بدست آید بجز افضالِ او
پنجہ عرفاں زدہ در دامنِ رحماں منم
فضلِ حق غوثی مرا از دو جہاں برداشت است
نعمتِ حق را چہ گویم صاحبِ عرفاں منم

انکشافِ حقیقت

من طلسمِ بستہ مولاستم
ہیں غبارِ محملِ لیلاستم
تو مپرس از من نشانِ ہستیم
عینِ آبم صورتِ دریاستم
من کہ من ہستم نمی دانی مرا
یافتم خود را ز خود برخواستم
من منم لیکن نیم آں من کہ تو
آں منِ دارم زمن گویاستم
آدمم در صورتِ غوثی عیاں
غیبِ غیبم نقطہ پیداستم

رموزِ حقایق

تجھے دیکھتا ہوں جہاں جہاں نظر آرہا ہے وہاں تو ہی
گو بری ہے زنگِ جہاں سے تو مرے جاں مگر ہی جہاں تو ہی

تو نہیں تو پھر یہ جہاں کہاں ترے دم سے ہے یہ جہاں جہاں
گو جہاں ہے اور تو اور ہے ہے مگر جہان کی جاں تو ہی

ترا بھید مجھ پہ یہ کھل گیا، ترا جلوہ مجھ سے نہ چھپ سکا
مرے جسم سے ہے عیاں تو ہی، مری جان میں ہی نہاں تو ہی

تو ہی نور ہے تو ہی نور ہے، ترے نور کا یہ ظہور ہے
ترے لامکاں کا ہے یہ نشاں کہ کہیں تو ہی ہے مکاں تو ہی

مجھے تھا گماں مرا تن ہے یہ مرا دل ہے یہ مری جاں ہے یہ
یہ یقیں ہے اب مرا تن تو ہی مرا دل تو ہی مری جاں تو ہی

تجھے جانتا ہوں تجھ ہی سے میں تجھے دیکھتا ہوں تجھی سے میں
ہے بجانِ غوثی نہاں تو ہی ہے بشکلِ غوثی عیاں تو ہی

مسدس بر غزل مشہور و مقبول حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز رح المتخلص قدسی

۱ مرحبا شاہِ رسل اے وہ نبیوں کے نبی — مرحبا عاشق و معشوقِ خدا ذو المحبی
مرحبا صدقِ علی کہتا ہے حق بو العجبی — مرحبا روحی فداہ ہاشمی و مطلبی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بزمِ خوباں ہیں کلیسا ہیں پھرا دیر و حرم
باغ و صحرا کئے طے چھان دیا عرب و عجم
تم سا پایا نہیں بہت ڈھونڈا ہی دونوں عالم
صورت اللہ کی کہوں یا کہ پکاروں اکرم

مَن بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

ہمسری کا کوئی کیا کر سکے انکی دعویٰ
آپ کا نور ہے خورشید و جہاں ہیں سارا
کہیں ہٹ جائے رُخِ پاک سے پردہ جو ذرا
اَرِنی کہتے ہوئے قبر سے اُٹھیں موسیٰؑ

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وجہ کا اسکی بیاں کیا ہو مرا کیا مقدور
رحمت العالمین اتنا تو کہونگا میں ضرور
تھا غلاموں سے چھپے رہنا نہ منظورِ حضورؐ
دیکھیں تا بندے بھی اللہ کے اللہ کا نور

ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

سرمۂ اہلِ نظر آپکے کوچہ کی ہے خاک
انبیاء کہتے ہیں خوش ہوکے وہ شاہِ لولاک
کوئی کیا جانے خدا جانے وہ ہے رتبۂ پاک
بچشم بد دور مبارک ہو وہ جانا بیباک

شب معراج عروجِ تو گذشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

ہر زماں در دِ جدائی سے ہی حالت ابتر — اور ہے نامِ خدا نامِ محمدؐ لب پر
نام پر آپ کے قربان ہیں سب جن و بشر — اے جدائی کے سبب شافعِ روزِ محشر

بہ چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بعد اللہ کے ہو آپ نبیٔ اکرم — ہو سکے کس سے بیاں وصف کرے کون رقم
نام کے سنتے ہی خط ہو کے ہی سجدہ میں قلم — میرا منہ کیا ہی گنہگار ہوں سر میرا ہے خم

نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

کیوں فدا آپؐ پہ ہو ویں نہ بھلا خاص و عام — جالِ اعجاز تمہاری ہی تو شیریں ہی کلام
مہر کو روشنی دی نبیوں کے بر لائے ہیں کام — ذرّہ جلوۂ رخ پاتا ہے یہ ماہِ تمام

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

عُمر سب کٹ گئی عصیاں میں ہماری و اللہ — خم سرِ عجز ہے سر پر ہے دھرا بارِ گناہ
حالِ خستہ ہی گناہوں کے سبب ہم ہیں تباہ — آپ حامی ہیں گنہگاروں کے اب دیجے پناہ

عاصیانند ز شاں نیکیٔ اعمال مخواہ
سوئے شاں روئے شفاعت بکن از بے سببی

بخشتے جاتے ہیں دو عالم کو گیسو کو دراز — جز تمہارے نہیں کوئی بھی ہمارا دمساز
اک نظر لطف کی محبوبِ خدا ہو ممتاز — اشک ریزاں ہیں جگر تفتہ بصد آہ و گداز

بر درِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و شامی و ہندی یمنی و حلبی

آنکھیں پتھرا گئیں دم لب پہ ہے گھبرا یا ہے جی
اب مسیحائی کرو جلد رسولِ عربی

آپکے ہجر میں حالت ہے بہت بگڑی ہوئی
دیکھکر غوثی کی یہ حد سے بڑھی بیتابی

سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پے درماں طلبی

خطاب بہ حضرت قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ

تاجدارِ اولیا یا غوثِ اعظم آپ ہیں
افتخارِ انبیا یا غوثِ اعظم آپ ہیں

محیِ دیں سر حلقۂ اہلِ بصیرت مرحبا
ہادیٔ راہِ صفا یا غوثِ اعظم آپ ہیں

مظہرِ ربِّ قدیر اور نورِ خاصِ مصطفےٰ
آیتِ حق بر ملا یا غوثِ اعظم آپ ہیں

حاملِ اسرارِ دیں محبوبِ ربّ العالمین
کاشفِ سرِّ خدا یا غوثِ اعظم آپ ہیں

خود سے فانی حق سے باقی ہیں سراپا حق نما
روئے حق کا آئینہ یا غوثِ اعظم آپ ہیں

شکل میں گویا علی سیرت میں ہیں گویا نبی
واہ کیا نسلِ علی یا غوثِ اعظم آپ ہیں

استقامت اور کرامت کشف اور الہام میں
اک سراپا معجزہ یا غوثِ اعظم آپ ہیں

کر دیا کتنوں کو تم نے حق نما اور باخدا
کیسے پیارے حق نما یا غوثِ اعظم آپ ہیں

آپ کا فیضان جاری ہے رہیگا حشر تک
نورِ شاہِ دوسرا یا غوثِ اعظم آپ ہیں

حامئ اہلِ بصیرت، دستگیرِ عاجزاں مظہرِ ربّ العلا یا غوثِ اعظم آپ ہیں
رنگِ قرآں میں نمایاں ہے حقایق کا بیاں
آج کچھ غوثیؔ نما یا غوثِ اعظم آپ ہیں

ٹھمری۔ نور کی کملی

تمری کملیا میں نورِ محمدؐ تمری کملیا میں نور

تمری کملیا کو جو کوئی دیکھے دیکھے وہ جلوۂ طورِ محمدؐ
بھید کملیا کا کوئی نہ سمجھا کملی کو معمولی کمل دیکھا
بھید کملیا کا جو کوئی پایا ہو کے بے خود چیخ کے بولا
تمری کملیا میں نورِ محمدؐ تمری کملیا میں نور

کملی کو نور کی کمل سمجھو اوڑھنے والے کو نور ہی دیکھو
رازِ خدائی اسمیں ڈھونڈو دیکھنے والے سے دیکھ کے بولو
تمری کملیا میں نورِ محمدؐ تمری کملیا میں نور

اپنی کملیا میں ہم کو بھی لے لو آپ کے ہم ہیں ہم کو نہ چھوڑو
گرچہ بُرے ہیں پیار سے دیکھو غوثیؔ کو اپنے مولا نہ بھولو
تمرِی کملیا میں نورِ محمدؐ تمری کملیا میں نور

ٹھمری، نکاتِ معراجِ نبیؐ

تم کو ہوئی معراج محمدؐ — اٹھ گئے پردے آج، محمدؐ!
دید کو اپنی حق نے بلایا — بخشا جگ کا تاج، محمدؐ!
تمرے کارن جگ کو بنایا — تمرے سب محتاج، محمدؐ!
حشر میں ہم کو بھول نہ جانا — رکھنا ہمری لاج، محمدؐ!
راجہ پرجا داس ہیں تمرے — تم سب کے مہاراج، محمدؐ!
ترست انکھیاں درس کو تمرے — دیجئے درشن آج، محمدؐ!
غوثیؔ تیرے در کا جوگی — رکھیو اس کی لاج، محمدؐ!

ٹھمری، نسبتِ محمدیؐ

بکی ری سکھی میں محمدؐ ناؤں
محمدؐ ناؤں، میں صدقے جاؤں
کوئی کسی کے، کوئی کسی کے — میں تو بکی ہوں، ناؤں انہی کے
جی سے ان کے واری جاؤں
دو جگ انکے دم کا اجالا — انکے سوا کون، اپنا سہارا!
اپنا یہی ہے ٹھکانہ ٹھاؤں
کوئی نہ ہونا، محمدؐ ہونا — غوثیؔ پیا اپنا ہے یہ جینا
دو جگ میں بس انکی چھاؤں

حقایقِ بابِ حکمت

حقیقی علی کا نظارہ علیؑ ہیں
رسولِ خدا کا سراپا علیؑ ہیں

محمدؐ کی آنکھوں کا تارا علیؑ ہیں
خدا کی نگاہوں میں اعلیٰ علیؑ ہیں

وہ دوشِ محمدؐ نے رتبہ بڑھایا
کہ یہ عرشِ اعظم سے اعلیٰ علیؑ ہیں

خدا بھی ہے مولا علیؑ بھی ہے مولا
مگر جس کے حق میں یہ مولا علیؑ ہیں

رہیں اُنکی سرگوشیاں خاص حق سے
وہ ہمرازِ حق نورِ حق کا علیؑ ہیں

ولی آج بنتا ہے انکی نظر سے
وہ نورِ محمدؐ کا جلوہ علیؑ ہیں

غلامانِ احمدؐ کے مشکل کشا ہیں
مصیبت زدوں کا سہارا علیؑ ہیں

خدا اور محمدؐ علیؑ میں ہیں غوثی
مِرے حق میں کیا جانے کیا کیا علیؑ ہیں

رُباعی

جب پردۂ غیب سے ندا یہ پہنچی
سرباز ہے میدانِ رضا کا کوئی

یوں بڑھ کے کہا شاہِ شہیداں نے وہیں
اِس کام کو حاضر ہے حسینؑ ابنِ علیؑ

سلامِ حسینؓ

تھے شقی کیا چیز شاہِ کربلا کے سامنے
امتحاں صبر و رضا کا تھا بلا کے سامنے

کانپ جاتا تھا دلیرانہ جو تھا شقی
شیر گیدڑ کیوں نہ ہو شیرِ خدا کے سامنے

جب ندا آئی نہ ہے میدانِ رضا کا مرد کون
شاہ نے بڑھ کر رکھدیا سر مسکرا کے سامنے

کوئی یا اہلِ ستم ایسا ہمیں بتلائے تو
شرم سے پھر جاتے تھے ظالم بھی آ کے سامنے
کیا کسی کی تیغ اور نیزہ کسی بدبخت کا
بسملِ شمشیرِ تسلیم و رضا کے سامنے
خانماں برباد، آوارہ وطن، بے آسرا
ایسا پھر جاتا ہے کیا کوئی بلا کے سامنے
بھاگ گئے سارے اشقیا یہ کہکے اب آئے نبی
اک نہ ٹھہرا ہم شبیہہ مصطفےٰ کے سامنے
ساتھ ہے تسلیم کی دُلھن جلو میں صبر و شکر
دیکھنا جاتا ہے کیا دولھا خدا کے سامنے

ماتمِ شبیر میں غوثی ہے سینہ کربلا
داغِ دل جلتے ہیں شاہِ کربلا کے سامنے

سلام شاہ کربلا

حسینؑ ابنِ علیؑ کربلا کو جاتے ہیں
خدا کی راہ میں اپنا گلا کٹاتے ہیں
سوارِ دوشِ نبی آج راہِ مولا میں
شہید ہوتے ہیں اپنا گلا کٹاتے ہیں
حسنؑ کے بھائی ہیں سبطِ نبیؐ بتول کی جان
سر اپنا دیتے ہیں امت کو بخشواتے ہیں
غضب کی گرمی ہے شدت کے بھوکے پیاسے ہیں
بلا کا صبر ہے اُف تک نہ لب پہ لاتے ہیں
وداع ہوتے ہیں اہلِ حرم سے ملتے ہیں
گلے سے عابدِ بیمار کو لگاتے ہیں
بہن کو دیکھے سکینہ کو پیار کرتے ہیں
ہر اک طرح انھیں بہلا کے جاتے ہیں
وہی گلا ہے کہ لیتے تھے جس کے بوسے نبیؐ
اسی گلے پہ شقی تیر اب چلاتے ہیں
دلاسے دیتے ہیں سب اپنے اہلِ خیمہ کو
ہر اک کو صبر کی تلقین کرتے جاتے ہیں
اڑے ہیں عابدِ بیمار رن میں جانے کو
اور آپ دیکے تسلی انھیں مناتے ہیں

سکینہؓ اور علی اصغرؓ ہیں پیاس سے بیچین
ہیں خشک حلق نہیں ہونٹ تک ہلاتے ہیں

یہ خبر ہیں وحیٔ شہادت پہ جنکے آئی تھی
وہ اب شقیوں کے ہاتھوں لہو بہاتے ہیں

عمامہ نانا کا، پٹکہ کمر ہیں بھائی کا
لگائے بابا کی تلوار رن میں جاتے ہیں

بندھی ہے ٹکٹکی سہمے ہیں سارے اہلِ حرم
اب اُن کو آخری دیدار شہ دکھاتے ہیں

علیؓ ہیں فاطمہؓ ہیں اور حسنؓ ہیں حمزہؓ ہیں
کھڑے ہوئے شہ شہدا کو سب بلاتے ہیں

نبیؐ ہیں آج پریشان شیشہ لائے ہیں
لہو شہیدوں کا ہاتھوں سے سب اُٹھاتے ہیں

سب انبیا ہیں پریشان نبیؐ کے ساتھ آئے
فرشتے جن و بشر حوریں غل مچاتے ہیں

جو ہوتے غوثیؔ ہم اُس وقت شہ پہ جاں دیتے
ہم اپنے جب کے نہ ہونے کا داغ کھاتے ہیں

معارفِ حضرتِ خواجہ

سرِ حلقۂ اولیا ہو خواجہؒ
تم ہند کے بادشاہ ہو خواجہؒ

تم نورِ خدا ہو، نورِ احمدؐ
کیا جانئے اور کیا ہو خواجہؒ

اولادِ علیؓ مرتضےٰ ہو
آئینۂ مصطفےٰؐ ہو خواجہؒ

پھیلائے رموزِ دین و نعمت
ہادیٔ رہِ صفا ہو خواجہؒ

عالم ہیں دکھایا جلوۂ رب
آئینۂ حق نما ہو خواجہؒ

اِسلام کو ہر بشر ہیں بسایا
نورِ شہِ دوسرا ہو خواجہؒ

خالی ہو خودی سے حق سے پُر ہو
آئینہ ہو آئینہ ہو خواجہؒ

لاکھوں ہی غریبوں کو نوازا ۔۔۔ دستِ کرمِ خدا ہو خواجہ
بھیجے گئے ہو رسولِ حق کے ۔۔۔ مشکل میں تم آسرا ہو خواجہ
اسرارِ خودی کے تم نے کھولے ۔۔۔ اللہ رے تم بھی کیا ہو خواجہ
بے پردہ معینِ دینِ حق ہو ۔۔۔ پردے میں نہ جانے کیا ہو خواجہ
کیا چیز ہے کشف اور کرامت ۔۔۔ تم اس سے کہیں سوا ہو خواجہ
ارشاد ہے معجزہ نبیؐ کا ۔۔۔ تم بولتا معجزہ ہو خواجہ
باتوں میں دکھاتے ہو خدا کو ۔۔۔ تم کیسے خدا نما ہو خواجہ
لاکھوں کو بنا دیا ہے تم نے ۔۔۔ اب ہم پہ بھی کچھ دیا ہو خواجہ
کتنوں ہی کو حق نما بنایا ۔۔۔ اب غوثی میں جلوہ زا ہو خواجہ

بہ حضورِ قبلۂ عرفانِ خود

تو قبلۂ عرفانی یا شاہ کمال اللہ ۔۔۔ پیدائی و پنہانی یا شاہ کمال اللہ
پیداست جمالِ تو پنہانست کمالِ تو ۔۔۔ تو اینی و تو آنی یا شاہ کمال اللہ
اندر نظرم جز تو یک لحظہ نمی گنجد ۔۔۔ ہر جا تو فی رخشانی یا شاہ کمال اللہ
اندر تنِ من ہم تو اندر دلِ من ہم تو ۔۔۔ ہم جانی و جانانی یا شاہ کمال اللہ
من مستم و بیہوشم از جلوۂ تو شاہا ۔۔۔ تو رازِ مرادانی یا شاہ کمال اللہ
من بے تو نمی دانم من بے تو نمی بینم ۔۔۔ تو باقی و من فانی یا شاہ کمال اللہ
من غوثیِ بیچارہ در عشق تو آوارہ ۔۔۔ لطفے بمن ارزانی یا شاہ کمال اللہ

سلام بحضور سرورِ کونینؐ از حضرت غلام مصطفٰے صاحب عشقی

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ — یَا نَبِیَّ الْھُدٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ
خَاتَمَ الْاَنْبِیَا سَلَامٌ عَلَیْکْ — سَیِّدَ الْاَصْفِیَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
اَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلُکَ اَحَدٌ — مَرْحَبَا مَرْحَبَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
وَاجِبٌ حُبُّکَ عَلَی الْمَخْلُوْقِ — یَا حَبِیْبَ الْعُلٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ
اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَشْرَفُ الشُّرَفَا — اَفْضَلُ الْاَذْکِیَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
کُشِفَتْ مِنْکَ ظُلْمَتُ الظُّلَمِ — اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ
طَالِعٌ مِنْکَ کَوْکَبُ الْعِرْفَانْ — اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ
مَھْبِطُ الْوَحْیِ مُنْزَلُ الْقُرْاٰنْ — صَاحِبَ الْاِھْتِدَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
اِنَّکَ مَقْصِدِیْ وَمَلْجَائِیْ — اِنَّکَ مُدَّعَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
مَطْلَبِیْ یَا حَبِیْبِ لَیْسَ سِوَاکْ — اَنْتَ مَطْلُوْبُنَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبِیْ مَوْلَائِیْ — لَکَ رُوْحِیْ فِدَا سَلَامٌ عَلَیْکْ
ھٰذَا قَوْلُ غُلَامِکَ عِشْقِیْ — مِنْہُ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْکْ

حضرت مصنف کی دیگر تصنیفات

مقصدِ بیعت ۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں وصول الی اللہ نسبت الہیہ کے لئے بیعت و مقاصد بیعت پر سیر حاصل تصنیف زیر اشاعت ہے۔

معیّت الٰہ ۔ اِنہ ... معیت حضرت باری تعالیٰ کے اسرار معیت و احاطت کے کھلے طور پر اظہار تحت کتاب و سنت شایع ہو چکی ہے۔ قیمت درجہ اول ۱۲ ار درجہ دوم ۶/

ملنے کا پتہ۔ "بیت النور" چنچل گوڑہ۔ حیدرآباد دکن

سلام بحضور جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

قتیلِ خنجرِ جور و جفا سلام علیک — شہیدِ مسلکِ راہِ وفا سلام علیک
او چاند بوسہ گہہِ مصطفیٰ ترا منہ ہے — سوارِ دوشِ حبیبِ خدا سلام علیک
نبیؐ کا پیارا جگر گوشۂ بتول ہے تو — او نورِ عینِ علیِ مرتضیٰ سلام علیک
او تو کہ سینے سے چمٹاتے تھے نبیؐ تجھکو — او راحتِ دلِ خیر الوریٰ سلام علیک
سبق جہاں کو دیا تونے استقامت کا — امام و رہبرِ راہِ خدا سلام علیک
کرشمہ کرتا اگر تو جہاں مٹا دیتا — فقط دکھائی تھی راہِ رضا سلام علیک
اِس اختیار پہ یہ صبر اُف نہ کی مُنہ سے — خدا کی شان ہے نسلِ علیؓ سلام علیک
لہو اُچھالا فلک والے کو جو دکھلانے — ندا یہ آئی کہ اب پاس آ سلام علیک
حسینؓ! غم تری مظلومیت کا ہی سب کو — ہر ایک سینہ ہے اک کربلا سلام علیک
تو ہی ہے سارے جوانانِ خلد کا سردار — او نورِ شافعِ روزِ جزا سلام علیک
ترے جمال کا اور تیرے کنبہ کا صدقہ — اِدھر بھی دیکھ ذرا مسکرا سلام علیک
نہ بھول غوثیؔ خستہ کو تیرے لطف کی خیر — ترا غلام ہے تجھ پر فدا سلام علیک

حضرتِ مصنّف کی دیگر تصنیفات

نور النور۔ اردو زبان میں مسئلہ وحدۃ الوجود پر قرآن و احادیث کی مطابقت کیساتھ معرکۃ الآرا تصنیف۔ اشاعت دوم۔ لکھائی چھپائی نفیس آرٹ پیپر۔ کراؤن سائز۔ صفحات ۳۲۴ قیمت مجلد ۸ سادہ ۷

حقیقتِ محمدیؐ۔ حقایقِ محمدیؐ میں یہ اپنے رنگ کی انوکھی محققانہ [illegible] نکاتِ عارفانہ میں اپنی آپ نظیر ہے۔ تحتِ اشاعت ہے۔

ملنے کا پتہ۔ بیت النور۔ چنچل گوڑہ۔ حیدرآباد دکن

در وصفِ حضرت قطب العارفین امام الموحدین سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدا کے نور کا جلوہ ہے جلوہ شیخِ اکبرؓ کا
سراپا نورِ احمد ہے سراپا شیخِ اکبرؓ کا

وہ ہے محروم جو منکر ہے اندھا شیخِ اکبرؓ کا
وہ ملتا ہے خدا سے جو ہو والہ شیخِ اکبرؓ کا

یہ نورِ باطنِ احمد ہیں بیشک آیتِ حق ہیں
مری آنکھوں نے دیکھے کوئی نقشہ شیخِ اکبرؓ کا

ہزاروں اولیا ہوتے ہیں روح و کشفِ حضرت سے
جہاں میں آجتک جاری ہے صدقہ شیخِ اکبرؓ کا

خدا کی شان حق کو دیکھتا ہو دونوں عالم میں
قسم حق کی ہے دیکھا جب سے نقشہ شیخِ اکبرؓ کا

مقدر اُسکے ہیں منہ دیکھنا اُس کا سعادت ہے
جو دیکھے خواب میں وہ روئے زیبا شیخِ اکبرؓ کا

ولی تھے آپ اُسدم جبکہ آدم آب و گل میں تھے
ہے نورِ خاصِ احمد نور والا شیخِ اکبرؓ کا

محمد کی ولایت خاص کے ہیں خاتم اصغر
لقب ہے اسلئے ختم الولایہ شیخِ اکبرؓ کا

علومِ کشف میں کوئی کہاں ہے آپ کا ہمسر
ہے سارے اولیا میں رتبہ اعلیٰ شیخِ اکبرؓ کا

مدد کو آن پہنچے بعدِ مُردن دم میں کوسوں سے
کسی نے نعرہ مارا جس گھڑی یا شیخِ اکبرؓ کا

طفیلِ مصطفےٰ حق نے دئے دو زور ہیں غوثی
وسیلہ شیخِ اکبرؓ کا سہارا شیخِ اکبرؓ کا

کلمۂ طیبہ

اس عنوان پر ایک تصنیف حضرت مصنف کی شایع ہو چکی ہے۔ اسمیں کلمۂ طیبہ کے عقاید و حکمت و حقایق و دقایق و معارف و بصائر قرآنِ کریم و علمِ لدنی و نورِ بصیرت میں دعوت و ترغیب و تفصیل کے اعتبار سے نہایت دلنشین و موثر پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ امید کہ اربابِ نظر و طالبانِ بصیرت محبانِ خدا و رسول نوری اس سے استفادہ کرینگے۔ قیمت درجہ خاص مجلد (ایک روپیہ) درجہ خاص غیر مجلد ۱۲ درجہ اول غیر مجلد ۸ درجہ دوم غیر مجلد ۱

"طیّبات"

(میں)

فی الوقت مقدمہ اور قطعاتِ تاریخ وغیرہ کا اندراج بخوف طوالت و تعویق مناسب نہیں سمجھا گیا اور کچھ مطالباتِ اہلِ شوق نے بھی مہلت نہ دی۔ لہذا صرف ایک قطعہ تاریخ جناب شاہ احمد ابن عربی صاحب صحوی خلفِ مصنف مندرج ہے:-

قطعہ

کلامِ رہبرِ راہِ طریقت — ہے یکسر حاملِ اسرارِ وحدت
کہی صحوی نے تاریخِ طباعت — سنِ ہجری ہے۔ تنویرِ رسالت

۱۳۵۷-

طیبات مختلف مکتبوں اور مقاموں کے علاوہ ذیل کے پتہ پر مل سکتی ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک فی جلد غیر مجلد للعہ سکۂ ہند۔

پتہ: دولت کدہ حضرت مصنف مولانا غوثی شاہ صاحب
بیت النور چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

واجد